احادیث الاخلاق

یعنی

اخلاق کے متعلق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشادات

مرتبہ

غلام باری سیفؔ

انتساب

یہ سعی ناتمام اپنے شفیق اُستاد حضرت میر محمد اسحٰق (اللہ آپ سے راضی ہو) کے نام نامی سے مُعَنْوَنْ کرتا ہوں

کہ

حدیثِ رسُولؐ بیان کرتے وقت جن کی آنکھیں اشکبار اور آواز گلوگیر دیکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو حضرت میر صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) جیسا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث سے شغف عطا فرماوے

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

العبدالضعیف

غلام باری سیف غفراللّٰہ لہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ طبع اوّل

(از مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کے لئے ایک تربیتی کلاس کا اجراء فرمایا تھا۔ اس کلاس میں مختلف مضامین پڑھائے جاتے تھے۔ ان کے نصاب کے تیار کرنے کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف اساتذہ کو ارشاد فرمایا۔ حدیث کا نصاب مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف کے سپرد فرمایا۔ نصاب کی تیاری کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصاب ملاحظہ فرمایا۔ اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضور کا اس ضمن میں یہ ارشاد بھی تھا کہ نظرِ ثانی کے بعد اس نصاب کو چھپوا دیا جائے۔ الحمد للہ کہ مجلس مرکزیہّ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں یہ رسالہ خدام کے ہاتھوں میں پہنچا رہی ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ دوسرے نصاب بھی پیش کئے جائیں گے جو کہ حضور ایدّہ اللہ کے منتخب اساتذہ نے نہایت محنت سے تیار فرمائے۔ فَجَزَاهُمُ اللهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض نوجوانوں کی صحیح اسلامی رنگ میں تربیت کرنا ہے۔ اور اس تربیت کا اصل ذریعہ قرآن وحدیث کا مطالعہ اور اس عمل پر کرنا ہے اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا پروگرام سرورِ کونین فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی

میں ہی تیار کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ مختلف عناوین کے ماتحت احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ نوجوان اس رسالہ کا مطالعہ فرمائیں اوران احادیث کی روشنی سے راہنمائی حاصل کریں کہ یہ اقوال اس بزرگ ہستی کے ارشادات ہیں جس کے بارہ میں قرآن میں آیا ہے

"اِتَّبِعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ" (اعراف آیت ۱۵۸)

اللہ اُس ہادیٔ برحق پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا

فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

خاکسار

مرزا منور احمد

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ طبع سوم

احادیث الاخلاق کا یہ مجموعہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیّہ تیسری مرتبہ مزید اضافوں کے ساتھ شائع کر رہی ہے۔ اس ایڈیشن میں بعض نئے عناوین کے علاوہ ہر عنوان کے شروع میں اس سے متعلق آیت قرآنی بھی درج کر دی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ باتیں اپنے اندر ایسا نور رکھتی ہیں کہ ان باتوں کو سننے والا اور پڑھنے والا اپنے اندر ایک نیک تبدیلی محسوس کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے۔

یہ مجموعہ احادیث خدام الاحمدیہ کے مرکزی امتحانات میں بھی شامل ہے۔ میں اپنے خدام بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کتاب کو خود بھی خریدیں اور پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی خریدنے اور پڑھنے کی تحریک کریں۔ اور پھر ان باتوں پر عمل کریں۔ تاکہ ہم اس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو قائم کیا ہے۔

خاکسار

حمید اللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہّ مرکزیہّ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر انتظام اراکین انصاراللہ کے علمی معیار کو بلند کرنے کے لئے مرکزی امتحانات کا نہایت مفید سلسلہ سالہاسال سے جاری ہے۔ امتحانات کا یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں انصار کی شمولیت امتحانات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

تعلیمی نصاب میں قرآن کریم، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء سلسلہ شامل کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کے مطالب ومعارف کو سمجھنے کے لئے احادیث کا مطالعہ نہایت ضروری ہے اور قرآن وحدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

سہ ماہی سوم و چہارم 2005ء کے نصاب میں اخلاقی تعلیم پر مشتمل احادیث کا مجموعہ ''احادیث الاخلاق'' جسے قبل ازیں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد خلافت میں شائع کیا تھا۔ اور حضور کے ارشاد کی روشنی میں اسے مولانا غلام باری سیف مرحوم نے مرتب کیا تھا۔ بعدہٗ بعض اضافہ جات کے ساتھ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اسے تین بار شائع کیا اور تیسری مرتبہ بعض عناوین کا اضافہ کیا گیا اور ہر عنوان کے شروع میں اس کے متعلق قرآنی آیات بھی درج کر دی

گئیں- اب یہ کتاب مجلس انصاراللہ پاکستان از سرنو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہی ہے- ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا کے ارشادات کو ذوق و شوق اور محبت سے سنیں اور پڑھیں اور اپنے حرز جان بنائیں- اور اپنی اولادوں کو بھی اس کے مطالعہ کی تحریک وتلقین کریں- تاہماری نسلیں بھی اس نور سے منور ہوں- دل میں خدااوراس کے رسول کی محبت مقدس روحانی چراغ روشن کرتی ہے جس کی روشنی سے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے-

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولانا غلام باری سیف کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اوران کی یہ علمی کاوش ان کے لئے بخشش اور مغفرت اور شفاعتِ رسول کا موجب ہو- اللہ تعالیٰ جملہ اراکین انصاراللہ کے علم وفضل میں ترقیات عطا کرے- آمین

والسلام

خاکسار

عبدالخالق خالد
قائدتعلیم
مجلس انصاراللہ پاکستان

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱	مستقل مزاجی	۴۴
تدوین حدیث	۲	تنظیم اور اس کی کیفیت	۴۶
چند اعتراضات اور انکے جواب	۳	اطاعت	۴۹
حدیث کا سننا اور سنانا	۹	ابتلاء میں استقامت اور	
تحصیل علم	۱۰	شدائد کی برداشت	۵۱
حسن نیت	۱۱	باہمی محبت	۵۶
ایمانِ کامل اور اس کی کیفیت	۱۳	تحمل اور سبک روی	۵۸
مومن کا دل	۱۵	قربانی محض قربانی	۵۹
نماز	۱۶	دین و دنیا	۶۱
تہجد	۲۰	سات اوامر ونواہی	۶۳
گریہ وزاری	۲۱	نازک مزاجی	۶۵
ذکر الٰہی	۲۳	جہاد	۶۷
خدا کا سایہ	۲۹	شہید کا رتبہ	۷۰
توکّل	۳۱	جنت تلواروں کے سایہ تلے	۷۳
خدا سے مانگو	۳۲	شجاعت	۷۵
تین مقبول دعائیں	۳۵	قوم میں مایوسی پیدا کرنے کی ممانعت	۸۲
انفاق فی سبیل اللہ	۳۶	حُسنِ اخلاق	۸۳
نسب نہیں اعمال	۳۹	سچائی	۸۵
اخلاقی قدریں	۴۰	نرمی	۸۷

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
حقیقی مسلمان	۸۸	پابندئ وقت	۱۲۴
بہتر اسلام	۸۹	غور وفکر	۱۲۵
بہتر آدمی	۹۰	عیب جوئی	۱۲۸
خدمت والدین	۹۲	غیبت و بہتان	۱۲۹
مجاہدین کے اہل وعیال	۹۴	بغض	۱۳۰
عیادت مریض	۹۵	حسد	۱۳۱
صلہ رحمی	۹۷	توہمات	۱۳۲
خدمتِ خلق	۹۹	سفارش اور قومی کردار	۱۳۳
راستوں کی صفائی	۱۰۰	عدل	۱۳۵
گھروں کی صفائی	۱۰۲	قومی امانت	۱۳۶
دیہات سدھار	۱۰۳	امید وبیم	۱۳۷
تکلّف	۱۰۵	مفلس وسرمایہ دار	۱۳۸
ہمدردی وخیر خواہی	۱۰۶	بھیک مانگنا	۱۴۰
قرض کی ادائیگی	۱۰۷	اچھا ساتھی	۱۴۲
امداد بیوگان	۱۰۹	آدابِ مجلس	۱۴۳
کفالتِ یتیم	۱۱۰	خود پسندی	۱۴۵
ہاتھ سے کام کرنا	۱۱۱	اصلاح وارشاد	۱۴۷
ہر انسان معزز ہے	۱۱۵	خندہ پیشانی	۱۴۸
پڑوسی کے حقوق	۱۱۶	حیاء وشرم	۱۵۰
اکرامِ ضیف	۱۱۹	متوازن طبیعت	۱۵۲
ایفائے عہد	۱۲۰	محنت	۱۵۳
وقت قیمتی	۱۲۲	اعلیٰ اخلاق کے حصول کی دُعا	۱۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

مسلمانوں کی ہدایت کے لئے تین چیزیں ہیں :-

اوّل :-قرآن　　　دوم : سنت :　　　سوم : حدیث

قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کتاب ہے جس کا مضمون اور الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں- اس وحی کو اصطلاح میں وَحیِ مَتلُو کہتے ہیں- یعنی وہ وحی جس کی تلاوت کی جاتی ہے-

دوسری چیز ہدایت کے لئے سُنّت ہے- سنّت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی رَوِش ہے- گویا قرآن خدا تعالیٰ کا قول تھا- اور سُنّت شارع علیہ السلام کا فعل کہ جب لوگوں کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کا قول لائے تو اپنے عمل سے اس قول کی تشریح فرما دی اور پھر اس قول پر اپنا نمونہ پیش کر کے لوگوں سے عمل کروایا- اسی حقیقت کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اشارہ کرتا ہے-''کَانَ خُلُقُهُ الْقُراٰن'' کہ آپؐ کا عمل قرآن کی تفسیر تھا- پس عملی نمونہ جو اَب تک اُمّت میں تعامل کے رنگ میں پایا جاتا ہے- سُنّت کہلاتا ہے-

تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک قول محفوظ کیا- دُنیا میں کسی نبی سے اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک نہیں کیا- خدا تعالیٰ کا یہ سلوک صرف اس کے لئے مقدر تھا- جسے ''اُسوۂ حسنہ'' قرار دینا تھا- پس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اقوال حکمت سے لبریز اور ہمارے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں- اور یہ ہمارے لئے قانونِ ثانوی کی حیثیت رکھتے ہیں- بے شک قرآن، حدیث وسنّت پر

مقدم ہے اور قطعی اور یقینی کلام ہے اور حدیث کو ظنی مرتبہ حاصل ہے۔ لیکن حدیث کو ترک کرنے والا اور اسے نظر انداز کرنے والا ہدایت کے ایک ذریعہ سے محرومی کا ایک سبق دیتا ہے۔ ہم دُنیا بھر کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اچھی کتابوں کے آئینہ میں اپنے گیسوئے تہذیب آراستہ کرتے ہیں تو کیا سرورِ کونین فخرِ موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اس امر کے مستحق نہیں کہ ہم سب سے زیادہ اُنہیں زیر مطالعہ رکھیں۔ نہ حدیث کو قرآن پر مقدم کیجئے کہ یہ بھی بے دینی ہے اور نہ حدیث کو نظر انداز کیجئے کہ یہ الحاد اور بے ایمانی کی راہ ہے۔ ایک افراط کی راہ ہے اور دوسری تفریط کی۔

تدوینِ حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں بھی بعض صحابۂ کرام احادیث لکھ کر محفوظ فرماتے تھے لیکن عرب کے عام دستور کے مطابق اپنے حافظوں پر ہی اعتماد کرتے تھے۔ حافظہ کے ان مالکوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل اور محبوب آقا مل گیا تو انہوں نے ایک ایک بات ذہن نشین کر لی۔ فاقوں پر فاقے اُٹھائے لیکن درِ نبویؐ سے نہ ہٹے مبادا کوئی ارشاد ہماری عدم موجودگی میں ہو جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت عمرو ابن العاصؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھ کر بھی محفوظ کی تھیں۔ حجۃ الوداع کے دن ابوشاہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ لکھ کر دینے کا ارشاد فرمایا تھا لیکن عام طور پر احادیث حافظہ میں محفوظ کی جاتی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آٹھ ہزار، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو دو ہزار، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دو ہزار دوسو چھیاسٹھ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ۲۶۳۰، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو ۲۱۷۰، حضرت جابر ابن عبداللہ ابن عمر کو ۲۵۴۰ اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اگرچہ صحابی نہ تھے انہیں تو چھ لاکھ احادیث نوکِ برزبان تھیں۔

سب سے پہلے حدیث کو جمع و مدوّن کرنے کا خیال پہلی صدی کے آخر میں بنو امیّہ کے مشہور خلیفہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا ہوا۔ دوسری صدی میں

حدیث کی کئی کتب مدوّن ہوئیں- سب سے پہلی کتاب اس بارہ میں ہمام ابن منبّہ کی ہے جن کا زمانہ ۵۵ھ تا ۱۰۲ھ ہے- یہ اصل کتاب برلن یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے- اس کے مطبوعہ نسخے اب ہر جگہ دستیاب ہیں- اس کے بعد موطاّ امام مالک ہے- امام مالک کی وفات ۱۷۹ھ کی ہے- احادیث کی مشہور کتب ''صحاح ستہ'' کہلاتی ہیں- وہ مندرجہ ذیل ہیں-

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) جامع ترمذی (۴) سُنن ابُو داوٗد (۵) سُنن نسَائی (۶) سُنن ابن ماجہ- یہ چھ کتب دوسری اور تیسری صدی کی تالیف ہیں-

چند اعتراضات اور اُن کے جواب: بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ مجموعے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سال بعد تیار ہوئے اُن پر ایمانیات کا مدار کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مدارِ ایمان قرآن ہے- دوسرے نمبر پر سنّت ہے جس کا وجود اُس وقت تھا جب حدیث موجود بھی نہ تھی- نمازوں کی ادائیگی کا طریق، روزے، ارکانِ حج، یہ تمام سنّت اور تعامل سے ہم تک پہنچے ہیں- پس مدارِ ایمانیات قرآن ہے- حدیث تو تائیدی گواہ کے طور پر ہے-لیکن حدیث کے پہنچانے میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وہ احتیاط برتی ہے کہ دنیا کی کسی تاریخ کی ترتیب وتدوین میں یہ احتیاط نہیں برتی گئی- تاریخ اس امر پر بحث نہیں کرتی کہ واقعہ کا بیان کرنے والا کون ہے اور کیا اس کی زندگی میں اس پر جھوٹ کی تہمت لگی تھی؟ لیکن محدثین نے ہر اُس شخص سے حدیث لینے میں احتراز کیا ہے جس کے متعلق ایک مرتبہ بھی جھوٹ بولنے کا شبہ پیدا ہوا ہے- انہوں نے حافظہ، عدالت، تقویٰ، صدق، دینداری، ہر ایک چیز کی تحقیق کی- پھر اِس سے روایت قبول کی ہے-

بایں ہمہ بعض احادیث، کتبِ احادیث میں موجود ہیں جن پر ضعیف اور وضعی ہونے کا الزام ہے- تو اس امر سے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ محدّثین نے خود ہی چھان بین کر دی ہے- کام کا آغاز کرنے والوں نے آپ کو ایک مجموعہ تیار کر دیا اور اُس پر

نشاندہی بھی کردی کہ فلاں حدیث کس درجہ کی ہے اور فلاں حدیث کس پایہ کی- اب تو لیبل پڑھیئے اور چیز کی کوالٹی دیکھ کر فائدہ اُٹھایئے-

بعض وسوسہ انداز یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جس چیز میں آمیزش ہو وہ تمام تر اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے-تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے دامن میں بہت سے قیمتی موتی ہوں اور ان میں چند سنگریزے بھی ہوں اور اُن پر نشاندہی بھی ہوگئی ہو (محدّثین نے ضعیف اور وضعی احادیث کی نشاندہی فرما دی ہے) تو کیا آپ یہ سب ضائع کرنے کی غرض سے سمندر میں پھینک دیں گے؟

ایک طالب علم نے ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ اس کی جگہ یہ مثال سامنے رکھیئے کہ اگر دودھ کے ایک مٹکے میں پیشاب کا قطرہ ملا دیں تو دودھ ساقط الاعتبار ہو جائے گا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا- یہ مثال غلط ہے- کیونکہ دودھ کے اندر جب پیشاب مل جاتا ہے تو پیشاب اور دودھ میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا-لیکن اس کے برعکس سنگریزے اور جواہرات الگ الگ موجود ہیں- اُن کی آمیزش کا خطرہ نہیں ہے- بعینہٖ ضعیف احادیث اور صحیح احادیث دونوں مستقل الوجود ہیں- دونوں علیحدہ علیحدہ موجود ہیں-

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حدیث کے بیان کرنے والے ایک ایک فرد سے متعلق ہر قسم کی تحقیق کی- حتّٰی کہ علم اسماء الرجال (یعنی افراد کے ذاتی حالات اور اُن کی تحقیق) کے بانی دُنیا میں وہی ہیں اور یہ علم صرف حدیث کے لئے انہوں نے ایجاد کیا-

پس حق یہ ہے کہ احادیث کا ذخیرہ ایماندار اور بلا کا حافظہ رکھنے والے عشاق نے محفوظ کیا- جن میں سے بعض لکھتے بھی تھے-لیکن جب قرنِ اوّل جو خیر القرون کا مصداق تھا ختم ہو رہا تھا- ایک دوسرا دور شروع ہوا جس میں بعض سیاسی مصالح کی بناء پر آمیزش کا خطرہ ہوا-تو اللہ تعالیٰ نے کاغذ کے سینوں میں اُسے محفوظ کر دیا اور اس سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ جب حاملین ایمان وعلم اُٹھنے شروع ہوئے تو اربابِ فہم نے خطرہ

بھانپ لیا اور ان احادیث کی حفاظت کی طرف توجہ کی- اس وقت ابھی صحابہؓ اور تابعین زندہ تھے-

ہم اگر اپنا ایمان زندہ رکھنا چاہتے ہیں- اگر ایمان بڑھانا چاہتے ہیں تو ہمیں احادیث کا کثرت سے مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بزرگ ساتھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہؓ سے کہتے ہیں "اِجْلِسْ بِنَانُؤْمِنْ سَاعَةً" کہ آؤ گھڑی دو گھڑی بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر کے اپنا ایمان تازہ کریں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنہوں نے وقت گذارا- آپؐ کی صحبت کی خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی- جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس دَر پر دھونی رما کر بسر ہوا- انہیں تو اپنا ایمان تازہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی باتیں دُہرانے کی ضرورت تھی لیکن آج چودہ سو سال بعد پیدا ہونے والا ایک طائفہ ہمیں تلقین کرتا ہے کہ ہمیں حدیث ترک کرنی چاہیئے- کتنا بڑا فرق ہے- صحابہ اور ان کے مسلک میں - جماعت کے دوستوں کو مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر بھی غور کرنا چاہیئے- آپ تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو | جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

بے شک یہ شعر ایک خاص حدیث کے بارہ میں کہا گیا ہے- لیکن جو شخص اپنے عمل سے حدیث کو چھوڑتا ہے اس نے کبھی حدیث کا مطالعہ ہی نہیں کیا- اُس نے یہ جاننے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی کہ ہمارے آقا نے ہمیں کیا ارشاد فرمایا کیا وہ اس شعر کا مصداق تو نہیں؟

کوئی اپنے قول اور فعل دونوں سے منکرِ حدیث بنا لیکن جو قولاً تو انکار نہیں کرتا لیکن عملاً اُس نے حدیث متروک کر رکھی ہے- وہ بھی اس شعر کی زد میں ہے لہٰذا مسیح موعود کی جماعت کے ہر شخص کو حدیث کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور جماعتوں میں حدیث کا

درس جاری کرنا چاہئیے۔

کسی نے حدیث کی کتب ترمذی سے متعلق کہا ہے۔ مَنْ کَانَ فِیْ بَیْتِہٖ فَکَاَنَّمَا النَّبِیُّ یَتَکَلَّمُ فِیْ بَیْتِہٖ - کہ جس گھر میں یہ کتاب ہے۔ اُس گھر میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فرما ہیں۔ یہ حقیقت حدیث کی ہر ایک کتاب میں ہے۔ پس احادیث کا علم اور درس عام کرو۔ تا ہر ایک کون ومکان میں یثربی آقا کے ارشاد سُنیں جاسکیں۔

ہدایت کے اس تیسرے ذریعہ کے ضمن میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیھم نے ایک ایسا وسیع ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔جس کے مطالعہ کے دوران میں آپ کبھی ایسا محسوس کریں گے کہ مدینہ کی مسجد نبوی ہے جس میں رسول بطحاء تشریف فرما ہیں اور ارد گرد شمعِ رسالت کے پروانے بیٹھے ہیں اور رُشد و ہدایت کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔کبھی آپ اُحد کے دامن میں زخمی صحابہؓ کو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ کا نعرہ بلند فرماتے سنیں گے اور کبھی زخمی سعدؓ کا قوم کے نام ایمان افروز پیغام ملاحظہ فرمائیں گے۔کبھی آپ حجۃ الوداع کا خطبہ سنیں گے اور کبھی دیکھیں گے کہ درنبویؐ کے ایک درویش حضرت ابُوہریرہؓ حدیث سُناتے ہیں اور زار زار روتے ہیں۔کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات کا ذکر فرماتے سنیں گے اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

احادیث کا یہ ذخیرہ ہدایت وحکمت کی وسیع معاون ہیں۔ ہر ایک ذوق سلیم رکھنے والا اپنی تشنگی کی سیرابی کا یہاں سامان پائے گا۔ عقائد و عبادات معاملات، الٰہیات، تہذیب، معاشرت، تفسیر، آئندہ کی خبریں، اخلاقیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس سالہ زندگی کے واقعات پر وسیع معلومات اس میں موجود ہیں۔لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ قارئین کی ضرورت کے پیش نظر اس وسیع گلشن میں سے چند کلیاں منتخب کی جائیں۔

وہ امور جنہیں یورپ نے اختیار کر کے اپنی حیاتِ ادنیٰ سنواری ہے اور بعض

دفعہ ان کا نظارہ ایک مسلمان کی نظر کو بھی خیرہ کر دیتا ہے۔ مغربی دُنیا جن اُمور کو اخلاق سمجھتی ہیں۔ مَیں نے کوشش کی ہے کہ یہ دکھاؤں کہ وہ تعلیم آپ کو ہزاروں برس پیشتر دی گئی تھی۔

خدا کرے کہ مسلمان اپنی گمشدہ متاع کو پہچانیں اور اس روشن آئینہ (حدیث) کے ذریعہ اپنے قلب ونظر کی اصلاح کریں۔ وَمَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

والسلام

خاکسار

غلام باری سیف

۱

حدیث کا سُننا اور سُنانا

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (مائدہ آیت ٦٨)

اے رسول! تیرے ربّ کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اتارا گیا ہے۔ اُسے (لوگوں تک) پہنچا۔ اور اگر تُو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تُو نے اُس کا پیغام (بالکل نہیں پہنچایا۔)

یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَئً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ غَیْرَہٗ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ لَیْسَ بِفَقِیْہٍ

(ترمذی)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تر و تازہ کرے۔ ایسے شخص کو جس نے مجھ سے حدیث سنی پھر اسے یاد رکھا۔ یہاں تک کہ اُسے کسی دوسرے شخص تک پہنچایا۔ کیونکہ بسا اوقات وہ اپنے سے زیادہ سمجھنے والے کو حدیث پہنچائے گا اور بسا اوقات حدیث کا حامل خود مسئلہ کو نہیں جان رہا ہوگا۔

تشریح: اس حدیث سے علمِ حدیث کی اشاعت کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اس شخص کے لئے دُعا جاری ہوئی ہے جو حدیث سُنتا ہے اور پھر لوگوں کو سُناتا ہے۔ فرمایا کہ یہ طریق صحیح معنوں کی تعیین میں مد ہوگا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس نے حدیث سنی ہے وہ اپنے سے زیادہ حدیث کا فہم رکھنے والے

کوحدیث سنائے- علاوہ ازیں یہ طریق علم کی ترویج اور علمی ترقی کے لئے بھی مفید ہے-

۲

تحصیل علم

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۵)

اور کہتا رہ کہ اے میرے رب! میرا علم بڑھا۔

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

(مجادلہ آیت نمبر ۱۲)

اللہ ان کو جو کہ مومن ہیں اور علم حقیقی رکھنے والے ہیں۔ درجات میں بڑھائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَۃٍ۔ (ابنِ ماجہ)

(ترجمہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

تشریح: جس قوم کے ہر ایک فرد پر علم کا حصول فرض تھا۔ آج تعلیم سے اس کا اغماض کتنا دردناک امر ہے۔ کوئی قوم دنیا میں ترقی نہیں کرسکتی جس کی علمی بنیاد مضبوط نہ ہو۔ تربیت کے لئے، فہم و دانش کی ترقی کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ جہالت ایک ایسی بداخلاقی ہے۔ ایک ایسا ناسور ہے جس کے متعدد سوراخ ہیں۔ پس ہر اُس شخص کو جو کسی بھی ذمہ داری کا حامل ہے اپنے حلقہ میں جہالت کو دُور کرنے اور علم کو عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمارا علمی تناسب تمام اقوام سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔

◈◈◈◈◈

۳

حُسنِ نیّت

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَاؤُھَا وَ لٰـکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ

(حج آیت نمبر ۳۸)

(یاد رکھو کہ) ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تک پہنچتا ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ وَلِکُلِّ امْرِیءٍ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِلدُّنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَاھَاجَرَاِلَیْہِ (بخاری)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرمایا۔ اعمال کا انحصار نیت پر ہے اور ایک آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پس جس نے اللہ اور رسول کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لئے ہے اور جس کی ہجرت کا مقصد حصولِ دُنیا یا عورت ہے کہ اُس سے شادی کرے تو اُس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

تشریح: ہمیں چاہیئے کہ اعمال سے پہلے اپنی نیتیں درست کریں ورنہ بغیر حسنِ نیت کے خالی عمل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر نیت اچھی ہے تو نتیجہ بالضرور اچھا مترتب ہوگا۔لیکن

اگر خدانخواستہ نتیجہ درست نہیں نکلا تو آپ کو نیت کا ثواب مل جائے گا۔لیکن اگر کام کرتے وقت نیت ہی درست نہ تھی۔مگر حُسنِ اتفاق سے نتیجہ اچھا نکل آیا تو ثواب کا خانہ خالی رہے گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلی حدیث اسی مضمون کی اپنی کتاب میں لائے ہیں تاکہ سب مسلمان سب سے پہلے اپنی نیت درست کریں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَایَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلاَّمَا کَانَ لَہٗ خَالِصًاوَ ابْتَغِیَ بِہٖ وَجھُہٗ

(نسائی)

(ترجمہ) اللہ عمل قبول نہیں کرتا مگر جو صرف اس کے لئے ہو۔ اور اس عمل کے ذریعہ خدا کی ہی رضا مقصود ہو۔

تشریح: یہ حدیث بتاتی ہے کہ اللہ کے ہاں وہی عمل اجر پائے گا۔ جو اس کے لئے کیا جائے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کامل تبھی ہوگا۔ جب محبت بھی خدا کے لئے ہو اور بغض بھی اسی کی خاطر ہو۔ دے تو بھی اسی کے لئے اور ہاتھ کھینچے تو بھی اُسی کے لئے۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کی رضا کے لئے بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے تو یہ بھی نیکی ہے۔ پس ہر کام جو آپ خدا کے لئے کریں۔ وہ موجبِ ثواب ہے۔ وہ نیکی ہے وہ عبادت ہے اور اس کام میں مذہب کا کوئی پہلو نہیں جو حظِّ نفس یا کسی ذاتی غرض کے تحت کیا جائے۔

یہ حدیث ہماری توجہ اس طرف مبذول کراتی ہے کہ اگر ہم حقیقی مومن بننا چاہتے ہیں تو سارے کام خدا کے لئے کریں اور خدا کی رضا کے لئے کریں۔ اس نظریہ کے تحت جو بھی کام کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ بظاہر دنیوی ہوگا۔لیکن وہ موجبِ ثواب ہوگا۔ اور ہماری میزانِ عمل میں قیامت کے دن وزن کا موجب ہوگا۔

◈◈◈◈◈

۴

ایمانِ کامل اور اُس کی کیفیت

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(انعام آیت نمبر ۱۶۳)

تو (ان سے) کہہ دے کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(بخاری)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مَیں اسے اُس کے ماں باپ سے، اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

تشریح: اندازہ فرمایئے، مومن بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے کس درجہ عشق ہونا چاہیئے۔ بے شک اولاد اور ماں باپ کی محبت ایک طبعی جذبہ ہے۔لیکن مومن کو اپنے طبعی جذبات کو اس سانچے میں ڈھالنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیاری شے دُنیا میں اس کے لئے کوئی نہ ہو۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ

مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُحِبَّ الْمَرْءِ لَایُحِبُّھَا اِلاَّ لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ (بخاری)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جس میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اس میں ایمان کی مٹھاس موجود ہے- ایک تو یہ کہ اُسے اللہ اور اس کا رسُولؐ دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو- دوسری بات یہ کہ وہ کسی شخص سے جب محبت کرے تو محض خدا کی خاطر کرے اور تیسری بات یہ کہ جس طرح وہ آگ میں پھینکا جانا پسند نہیں کرتا ایسا ہی ایمان کے بعد کفر میں جانے کو ناپسند کرے-

تشریح: ایمان کا فقط دعویٰ منہ کی لاف وگزاف ہے، جب تک ایمان کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں- اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے اُس نے پیوند جوڑا ہے اُس سے عزیز شے اس کے نزدیک دُنیا میں کوئی نہ ہو اور یہ نعمت کسی قیمت پر بھی کسی حال میں بھی ہاتھ سے نہ چھوڑے- جس طرح آگ میں انسان بقائمی ہوش وحواس ہاتھ نہیں ڈال سکتا ایسے ہی ایمان کے دائرہ سے نکل کر کفر کے حلقہ میں نہیں جاسکتا-

◈◈◈◈◈

۵

مومن کا دل

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآئُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآئُ بَیْنَھُمْ -

(الفتح آیت ۳۰)

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں- وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں-لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ لِلْعِنَبِ الْکَرْمَ فَاِنَّ الْکَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ -

(بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-تم میں سے کوئی انگور کو کرم نہ کہے کیونکہ کرم (انگور) تو مومن کا دل ہے-

تشریح: عِنَبْ انگور کو کہتے ہیں اور کَرَم انگور کی بیل کو کہتے ہیں- دراصل کرم یعنی انگور کی بیل تو مومن کا دل ہے- ظاہری طور پر تو دل کی شکل بھی انگور کے دانہ کی طرح ہے- لیکن جو حلاوت اور شیرینی مومن کے دل میں ہوتی ہے- وہ دانۂ انگور میں کہاں؟

حدیث میں آیا ہے مومن کی زبان اور اس کے ہاتھ سے کسی کو گزند نہیں پہنچتا- مومن ہر ایک کا خیرخواہ ہوتا ہے- اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ فرمایا- انگور کو کرم کہتے ہیں- کرم کہلانے کا مستحق تو مومن کا دل ہوتا ہے-

۲

نماز

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ آیت ۲۳۹)

تم (تمام) نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔

مَاسَلَكُمْ فِيْ سَقَرَ - قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (مدثر آیت ۴۳-۴۴)

(دوزخیوں سے پوچھا جائے گا) تمہیں کون سی چیز جہنم کی طرف لے گئی؟ وہ جواب دیں گے ہم نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۔ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ (کنز العمال)

(ترجمہ)۔ بندہ سے سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔

تشریح: اس حدیث سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے کئی مساجد کے دروازوں پر لکھا دیکھا ہوگا ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود — اوّلیں پُرسشِ نماز بود

کہ قیامت کے دن جب جاں گداز ہو رہی ہوگی سب سے پہلے نماز ہی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے بھی سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

''جس وقت کوئی شخص کسی نماز کو چھوڑتا ہے اسی وقت وہ احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ (الفضل ۷رجون ۱۹۴۲ء)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے- قیامت کے دن سب سے پہلی چیز جس کے متعلق پوچھا جائے گا وہ مومن کا قتل ہے- بظاہر یہ دونوں حدیثیں متضاد ہیں-لیکن حقیقت میں کوئی تضاد نہیں- اس بارہ میں واضح رہے کہ انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق ہیں- (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد- یعنی ایک قسم کے وہ حق ہیں جو بندوں کے بندوں کے ذمہ ہیں اور دوسری قسم کے حقوق وہ ہیں جو اللہ کے بندہ کے ذمہ ہیں-تو حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز سے متعلق پوچھا جائے گا اور حقوق العباد میں سے باہمی خون خرابہ سے متعلق پہلا سوال ہوگا-

۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اِقَامُ الصَّلٰوۃِ لِوَقْتِھَا وَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ

(نسائی)

(ترجمہ)-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مَیں نے خدا کے رسول (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں) سے پوچھا- اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا- نماز وقت پر باجماعت ادا کرنا اور والدین کی اطاعت کرنا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا-

تشریح: مختلف مواقع پر مختلف اعمال افضل بیان فرمائے- یہ کوئی تناقض نہیں ہے- مراد یہ ہے کہ یہ تمام اعمال افضل ہیں اور دوسرے یہ کہ پوچھنے والے کے حالات کے مطابق اس کو بتایا- کیونکہ حاذق طبیب وہی ہے جو مزاج کے مطابق نسخہ میں تبدیلی کرتا چلا جائے- ہر ایک کے لئے ایک نسخہ ہی مفید نہیں ہوتا-

نماز ارکانِ اسلام میں سے سب سے اہم اور پہلا رُکن ہے- ایک حدیث میں

آیا ہے- مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے ایک دوسری حدیث میں آیا ہے- مومنوں کے لئے ترقی کا زینہ نماز ہی ہے- اگر نماز کی حقیقت پر غور کریں تو نماز تمام مذہب کا خلاصہ ہے- یہ مذہب کی رُوح کو پیدا کرنے اور سمجھنے کے لئے عملی تربیت ہے- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص نماز چھوڑتا ہے- مَیں اس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو کبھی بھی ایمان کی موت نصیب نہ ہوگی- موت سے پہلے ضرور کوئی ایسا حادثہ اُسے پیش آجائے گا کہ جس کی وجہ سے وہ ایمان سے محروم ہو جائے گا اور اس طرح وہ بے ایمان ہو کر مرے گا-''

(الفضل ۲۸ ؍ستمبر ۱۹۲۳ء)

۳- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وِسَلَّمَ قَالَ أَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا ابِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شیْ ئٌ قَالُوْا لَایَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ قَالَ کَذَالِکَ مَثَلُ الصَّلٰوتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا (بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- تم بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں دن میں پانچ مرتبہ نہائے دھوئے تو کیا کوئی میل اس کے جسم پر باقی رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ اس طرح تو مَیل باقی رہ ہی نہیں سکتی- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے- اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹاتا ہے-

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں نماز کی نہایت عمدہ تمثیل بیان فرمائی ہے- جس میں نہر میں نہانے سے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہتی- یہی حالت نماز کی ہے کہ حضورِ قلب سے نماز ادا کرنے کے بعد تمہاری رُوح پر کوئی مَیل باقی نہ رہے گی-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کیا خوب فرمایا ؎

جسم کو مَل مَل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

◈◈◈◈◈

۷

تہجد

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا - (بنی اسرائیل آیت ۸۰)

اور رات کو بھی تو اس (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر، جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے- (اس طرح پر) بالکل متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے حمد والے مقام پر کھڑا کر دے-

---

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ اَفْشُوا السَّلَامَ وَ صَلُّوْا وَ النَّاسُ نِیَامٌ - (ترمذی)

(ترجمہ) - اے لوگو! کھانا کھلاؤ اور السَّلام علیکم پھیلاؤ اور اس حالت میں نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں-

تشریح: مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد سب سے پہلا فقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا- اس حدیث میں مسلمانوں کو تین ایسی چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو دین و دنیا دونوں آج بھی ان کی ہوسکتی ہیں- یہ ہماری دیرینہ روایات تھیں- جنہیں ہم نے بُھلا دیا- یہ شِعار تھے مسلمانوں کے- وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں ہر ایک ملنے والے کو السلام علیکم کہیں- اور رات کے پچھلے پہر مصلّٰی پر کھڑے ہو کر اپنے خدا سے عجز و نیاز کر رہے ہوں-

۸

گریہ وزاری

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (بنی اسرائیل آیت ۱۱۰)

اور جب وہ ماتھے کے بل گر جاتے ہیں تو روتے ہیں اور وہ قرآن ان کی فروتنی (اور بھی) بڑھاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جو خدا کی خشیت سے رویا یہاں تک کہ دودھ پستان میں واپس چلا جائے اور نہ خدا کی راہ میں جو غبار پڑا وہ اور جہنم کی آگ اکٹھی ہوسکتی ہے۔

تشریح: خدا کے خوف سے دل ڈرتا اور لرزتا ہے تو یہ خشیت آنسو بن کر آنکھوں سے ٹپکتی ہے۔ پروردگار کے حضور موتیوں کا یہ نذرانہ رد نہیں ہوتا۔ اگر ڈبڈبائی آنکھوں سے خدا کے سامنے پیش ہوں تو اس کی رحمت جوش میں آتی ہے ہمارا خدا ماں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ بچہ جب آنکھوں میں آنسو بھر کر ماں کی طرف لپکتا ہے تو ماں بھی بازو کھول کر اسے سینے سے لگا لیتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر کہ نالد بُدرگہت بہ نیاز بخت گم کردہ را بیابد باز

جو بھی تیری درگاہ میں عاجزی سے آنسو بہاتا ہے وہ اپنا گم کردہ نصیبہ پھر واپس لے لیتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آنسو اس کے خوف اور محبت کے ہوں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک متّبع کہتا ہے۔

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ   بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

پس اے خدامِ احمدیت! خدا کے حضور رونے کا سلیقہ سیکھو۔ کہ اِن ہتھیاروں سے تم اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت واپس لا سکتے ہو۔

مسیح پاکؑ انسانوں کو اُس کے در پر جھکنا سکھانے کے لئے ہی آئے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا۔ مولوی صاحب آپ بڑے خوش بیان واعظ اور اجلّ عالم تھے۔ آپ نے مرزا صاحب سے کیا سیکھا۔ فرمایا پہلے لوگوں کو رُلاتا تھا لیکن خود رونا نہیں آتا تھا۔ مرزا صاحب سے خود رونا سیکھا اور یہ رونا زیادہ نماز میں اور دُعا کے وقت ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے اس طرح آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو۔ اور حضرت مولوی عبدالکریمؓ بھی فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے تہجد کی نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح گریہ وزاری کرتے دیکھا ہے جیسے کوئی دردِ زہ میں مبتلا عورت۔

نوجوانو! اس عمر میں خدا کے حضور کھڑے ہو تو نمناک آنکھوں کے ساتھ۔ پھر دیکھو دنیا کی تقدیریں بدلتی ہیں یا نہیں۔

◈◈◈◈◈

۹

ذکرِ الٰہی

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ - (النساء آیت ۱۰۴)

اور جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یاد کرتے رہو-

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران آیت ۱۹۲)

(وہ عقلمند) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں-

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (رعد آیت ۲۹)

پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں-

---

۱ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا کُلَّ لَیْلَۃٍ حِیْنَ یَمْضِیْ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلُ فَیَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ مَنِ الَّذِیْ یَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ - مَنِ الَّذِیْ یَسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ - مَنِ الَّذِیْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ - یَنْزِلُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُضِیْءَ الْفَجْرُ - (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا (اللہ کی ان پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں-) نے فرمایا کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گذر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نچلے آسمان کی طرف ہر رات اُترتا ہے- اور فرماتا

ہے- مَیں بادشاہ ہوں- کون مجھ کو بلاتا ہے- کہ میں اس کی پکار کا جواب دُوں- کون مجھ سے مانگتا ہے کہ مَیں اُسے دوں- کون مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے- کہ مَیں اسے بخشوں- اسی طرح اللہ تعالیٰ نزول فرماتا رہتا ہے- یہاں تک کہ صبح روشن ہوجاتی ہے-

تشریح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کی دعائیں جلد سنتا ہے- رات کے تیر خطا نہیں جاتے- رات کی دعاؤں کا استقبال قبولیتِ الٰہی فرماتی ہے- خدا خود کہتا ہے- کوئی ہے جو مجھے پکارے؟ کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جسے ایک طرف اس کا مولا آوازیں دے رہا ہے اور دوسری طرف وہ انسان اسے ڈھونڈنے نکلا ہے-

نوٹ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مشہور صحابی ہیں جن سے سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں- شمعِ رسالت کا یہ پروانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہی بیٹھا رہتا مبادا کوئی قول زبانِ مبارک سے نکلا ہوا اس سے چھوٹ جاوے- مسجد نبویؐ کے اس فاقہ کش کی شانِ استغناء یہ ہے کہ جب قیصر وکسریٰ کی حکومتیں فتح ہوئیں تو آپ ان کے رُومالوں میں تھوکتے اور فرماتے تھے کہ واہ واہ ابوہریرہ! ایک دن وہ تھے کہ تو مسجد نبویؐ میں فاقوں سے نڈھال ہوجایا کرتا تھا اور آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی بدولت قیصر وکسریٰ کے رومالوں میں تھوکتا ہے-

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیْتُ اِبْرَاھِیْمَ لَیْلَۃً اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَامُحَمَّدَ اِقْرَأْ اُمَّتَکَ مِنِّی السَّلَامَ وَ اَخْبِرْھُمْ اَنَّ الْجَنَّۃَ طَیِّبَۃُ التُّرْبَۃِ عَذْبَۃُ الْمَآءِ وَاِنَّھَا قِیْعَانٌ وَ اَنَّ غِرَاسَھَا سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ - (ترمذی)

(ترجمہ)- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج کی رات مَیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ تو انہوں نے فرمایا اے محمد! اپنی اُمّت کو میری طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور انہیں بتلا دیں کہ جنّت کی مٹی بہت اچھی ہے۔ پانی میٹھا ہے لیکن ہے چٹیل اور اس میں درخت لگانا سبحان اللہ۔ الحمد للہ و لا الٰہ الاّ اللہ اور اللہ اکبر کا وِرد کرنا ہے۔

تشریح: یعنی اپنی جنّت کی چٹیل زمین میں سایہ کرنا چاہتے ہو۔ تو ذکر الٰہی کرو۔ سایہ گھنیرا کرنا چاہتے ہو تو ذکرِ الٰہی کثرت سے کرو۔ اس زمین کی سرسبزی کا طریق خدا تعالیٰ نے بتلا دیا۔ وہاں کی مٹی عمدہ ہے۔ بیج ضائع نہیں ہوگا۔ پانی بھی میٹھا ہے کہ بیج کی نشوونما میں ممد ہے تم سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الاّ اللہ اور اللہ اکبر کی قلمیں لگاتے جاؤ تمہاری جنت خوشنما ہو جائے گی یعنی خدا کی محبت اور اس کی رضا ذکرِ الٰہی سے حاصل ہو گی۔ اس کی محبت اور اس کا ذکر لازم وملزوم ہیں نو جوانوں کو ہی مخاطب ہو کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

۳۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سارا وقت خدا کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی راز دار اور فقیہہ بیوی یہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ سارا وقت ذکرِ خدا فرماتے تھے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذاتی تجربہ ہے جن سے حضور کی کوئی گھڑی پوشیدہ نہ تھی ایک رات حضرت عائشہؓ نے بستر پر سے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب پایا - آپؓ کو فکر ہوئی - کمرے سے باہر نکلیں تو حضور باہر سجدہ میں پڑے تھے اور زبان پر یہ جاری تھا - سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَ جَنَانِیْ - اے اللہ! میرا دل اور میری رُوح تیرے حضور سجدہ ریز ہیں - آپ احادیث کے صفحات میں دیکھیئے - دن کے مختلف اوقات میں کس طرح کس زبان میں اپنے یارِ ازلی سے آپ محوِ نیاز رہتے تھے - احادیث میں ابواب الدعوات کے صفحات اِسی کی تشریح ہیں -

۴ - کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

(ترمذی)

(ترجمہ) دو کلمے خدا کو بڑے پسند ہیں - زبان پر ہلکے ہیں - ترازو میں بوجھل ہیں - وہ دو کلمے یہ ہیں - سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

تشریح: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الہامی فقرات بھی ہیں چنانچہ حضور فرماتے ہیں -

''تب ایسا ہی ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مصائب سے نجات دینے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھائی تھیں - مجھے خدا نے الہام کر کے ایک دُعا سکھائی اور وہ یہ ہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ - اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ -'' (تذکرہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی جماعت کو ان کلمات کا وِرد کرنے کے لئے کہا ہے - کیا حرج ہے اگر ہم چلتے پھرتے، خلوت میں، جلوت میں زبان سے یہ کہتے رہیں - گویا یہ کیفیت ہو جائے - ع

دست در کار و دل با یار

۵ - قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ عَمَلاً اَنْجٰی

لَـهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ (طبرانی)

(ترجمہ) خدا کے رسول (اللہ کی اس پر رحمتیں ہوں) نے فرمایا کہ ابن آدم نے کوئی کام نہیں کیا جو اُسے اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہو سوائے ذکرِ الٰہی کے۔

تشریح: اس حدیث سے ذکرِ الٰہی کی فضلیت اور اس کا فائدہ عیاں ہے۔ اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، فراغت اور کام میں ہم ہونٹ ہلاتے رہیں یا دل میں اس محبوب کو یاد کرتے رہیں۔ اُس کا بدلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جہنم سے ہم کو بچالے گا۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر میں کیا ہے۔ یہ کتنا سستا سودا ہے ؎

وَکَیْفَ عَلَی النَّارِ النَّھَابِرِ تَصبِرُ
وَاَنْتَ تَأَذّٰی عِنْدَ حَرِّ الْھَوَاجِرِ

(ترجمہ) اے شخص تو کس طرح اس آگ کے بھڑکتے شعلوں پر صبر کرے گا۔ اور تیرا حال یہ ہے کہ تو دوپہر کی گرمی کی بھی برداشت نہیں رکھتا۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا)

٦۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاقَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَلَیْھِمْ حَسْرَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

(ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا (اللہ کی اس پر رحمتیں ہوں) نے فرمایا کہ کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی۔ جس میں اس نے ذکرِ الٰہی نہیں کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا مگر قیامت کے دن اُن پر حسرت ہوگی۔

تشریح: اس حدیث سے ذِکرِ الٰہی اور درود شریف کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے جماعت کو درود شریف اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کے ورد کی بار بار توجہ دلائی ہے۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا درج کرتا ہوں۔

''اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اِس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطّر ہو گیا۔ اسی رات دیکھا کہ فرشتے آبِ زُلال کی شکل پر نور کی مشکیں اِس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے کہا یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجے تھے صلی اللہ علیہ وسلم''

(براہین احمدیہ)

◈◈◈◈◈

۱۰

خدا کا سایہ

فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ - (توبہ آیت ۱۳)

اگر تم مومن ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو-

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظاً وَ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ - (یوسف آیت ۶۵)

پس اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے-

---

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اَ لْاِمَامُ الْعَادِلُ وَ شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ وَ رَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَ تَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَ رَجُلٌ طَلَبَتْہُ اِمْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَ رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ (بخاری)

(ترجمہ) - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سات آدمی ہیں - اللہ تعالیٰ اس دن انہیں اپنے سایہ میں لے لے گا - جس دن اُس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا - (۱) منصف امام (۲) وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھا - (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں معلّق ہے - (۴) وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے محبت کی - وہ اُس کے نام پر جمع ہوئے اور اسی کے لئے جدا ہوئے -

(۵) وہ آدمی جس کو عہدہ اور حسن والی عورت نے چاہا۔لیکن اس نے یہ کہا کہ مَیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (٦) وہ آدمی جس نے صدقہ دیا اور مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا کیا (۷) اور وہ آدمی جس نے علیحدگی میں خدا کا ذکر کیا اور اُس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

تشریح: ہر ایک نوجوان کو یہ حدیث توجہ دلاتی ہے کہ اسے جوانی میں عبادت کا ذوق و شوق پیدا کرنا چاہیئے۔کسی جماعت کی زندگی کی یہ علامت ہوتی ہے کہ اس میں عبادت کا کس قدر ذوق ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنزل کے زمانہ کی علامات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں جامع مسجد میں کوئی ایک شخص بھی نہیں ملے گا کہ جو خشوع وخضوع سے نماز ادا کرنے والا ہو۔اس حدیث میں مذہب کے سات تقاضے بیان فرمائے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک ایک تقاضا خدا سے محبت، لِلّٰہیت اور نیک کردار پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ جوانی میں عبادت کی طرف توجہ بتلاتی ہے کہ اس شخص کے خمیر میں خدا کی محبت ہے کسی نے یہ نظریہ یوں بیان کیا ہے ؎

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقتِ پیری گرگِ ظالم مے شود پرہیز گار

◈◈◈◈◈

۱۱

توکل

وَعَلَى اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ - (آلِ عمران آیت ۱۶۱)

اور مومنوں کو اللہ پر (ہی) توکل کرنا چاہیئے -

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (الطلاق آیت ۵)

اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے وہ (اللہ) اس کے لئے کافی ہے -

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَوَکَّلُوْنَ عَلَى اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرُزِقْتُمْ کَمَا تُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا -

(ترمذی)

(ترجمہ) - حضرت عمر ابن الخطّاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر حقیقی توکل کرتے تو تمہیں اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندے کو رزق دیا جاتا ہے - تم صبح خالی پیٹ جاتے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے -

تشریح: خدا تعالیٰ کے پیارے بندے جو اس پر حقیقی توکل کرتے ہیں اُن سے خدا تعالیٰ کا ایسا ہی سلوک ہوتا ہے - مذہبی دنیا میں اس کی دس بیس نہیں سینکڑوں ہزاروں مثالیں ملتی ہیں -

◈◈◈◈◈

۱۲

خدا سے مانگو

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ - (البقرہ آیت ۱۸۷)

جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں - سو چاہیئے کہ وہ (دعوت کرنے والے بھی) میرے حکم قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں -

---

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّ هُمَا صِفْرًا - (بخاری)

(ترجمہ) - حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے (اللہ کی ان پر بے حد رحمتیں ہوں) فرمایا کہ تمہارا رب باحیا سخی ہے - وہ شرم کرتا ہے اپنے بندے سے کہ وہ بندہ اس کی طرف اپنے ہاتھ کو اُٹھائے اور وہ اُسے خالی واپس کر دے -

تشریح: کتنا بدقسمت ہے وہ شخص کہ جس کو پتہ بھی لگ جائے کہ ہمارا پالنے والا کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اور پھر وہ اس کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے اور دوسرے دروازوں پر بھٹکتا پھرے - کیا خوب فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ؎

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر

کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

پس چاہیئے کہ ہم اپنے اس باحیا سخی خالق و مالک سے اپنی حاجات مانگیں چاہے وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کیوں نہ ہو- حدیث میں آیا ہے کہ جوتی کا تسمہ اور ہنڈیا کے لئے نمک بھی اس سے مانگو-

---

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ- (ترمذی-ابواب الدعوات)

(ترجمہ)- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جو خدا سے مانگتا نہیں اس پر خدا ناراض ہوتا ہے-

تشریح: انسان ہر ایک حالت میں محتاج ہے- وہ ضعیف البنیان ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- قُلْ مَا یَعْبَؤُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کو یہ کہہ دو کہ اگر خدا سے دعا نہ کرو تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے- تمام قدرتوں کے مالک خدا سے نہ مانگنا- اُس کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا- گریہ وزاری نہ کرنا بھی ایک تکبّر ہے- خدا سے مانگنا اس سے تعلق پیدا کرنا ہے- اور اس سے نہ مانگنا اس سے بے تعلّقی کا اظہار کرنا ہے- خدا سے مانگنا اس کی ناراضگی سے بچنا ہے- پس خدا سے مانگو- اور مانگتے ہی رہو کہ اس کا در چھوڑنے والا محروم ہی نہیں- مغضوب بھی بنتا ہے-

---

۳- عَنْ ا ☐ بِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ عَنْدَ الشَّدَآئِدِ وَالْکُرَبِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَآءَ عِنْدَ الرُّخَاءِ- (ترمذی)

(ترجمہ)- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جسے یہ بات مسرور کرتی ہے کہ خدا اس کے مصائب اور تکالیف میں اس کی دُعا قبول فرمائے اُسے چاہیئے کہ کشائش میں دُعا زیادہ

کرے۔

تشریح : مصیبت میں خدا کو یاد کرنا اور بلانا اور آرام میں بھول جانا غافل دل کے مالک کا وطیرہ ہے۔ صحیح آدمی وہی ہے جو آرام و آسائش میں بھی اُسے یاد کرے۔ اور تکلیف کے وقت بھی اس کی طرف لپکے۔ مخلوق اللہ کی عیال ہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ فرمانبردار فرزند خوشی کے ایام میں ماں باپ کو یاد بھی نہ کرے اور مصائب کے وقت ماں کی گود اور باپ کا سہارا تلاش کرے۔ ایسا تو خود غرض انسان کرتا ہے۔ فرمانبردار بیٹا تو کشائش کے ایام میں اور بھی ماں باپ کے قدموں کے پاس رہتا ہے۔ پس یہاں قبولیت دُعا کا ایک گُر بیان کر دیا کہ اگر چاہتے ہو کہ تکلیف میں تمہاری دُعا سنی جائے تو کشائش کے ایام میں دُعا زیادہ کرو۔

◈◈◈◈◈

۱۳

تین مقبول دُعائیں

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل آیت ۶۳)

(نیز بتاؤ تو) کون کسی بے کس کی دُعا سُنتا ہے۔ جب وہ اس (خُدا) سے دعا کرتا ہے اور (اس کی) تکلیف کو دُور کر دیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلاَثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ دَعْوَۃُ الْمَظْلُومِ دَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعائیں بپایۂ قبولیت جگہ پاتی ہیں مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی بددُعا بیٹے کے خلاف۔

تشریح: حالتِ سفر میں دُعا اور جب انسان مظلوم ہو۔ اس وقت کی دُعا وہ قیمتی مواقع ہیں جنہیں غنیمت جاننا چاہئیے اور باپ کی دُعا کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ملاحظہ فرمائیے۔ آپؑ کو نیک اولاد کی بشارت ملی۔ بیوی بھی خدائی بشارتوں کے ماتحت ملی تھی۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کوئی نماز نہیں گذرتی جس میں مَیں اپنی بیوی اور بچوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔ کیا احمدی والدین اس حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونہ پر عمل کرتے ہیں؟ اگر ہم خدا کے آگے اولاد کی خاطر گرے رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری اولادیں صالح اور خادمِ اسلام نہ ہوں۔ احمدی نوجوان یہ حدیث اپنے والدین کو سُنا کر اُن سے دعا کی درخواست کریں۔

۱۴

انفاق فی سبیل اللہ

اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ (بقرہ آیت ۱۹۶)

اللہ کے راستہ میں (مال و جان) خرچ کرو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ۔ (بقرہ آیت ۲۶۸)

اے ایماندارو! جو کچھ تم نے کمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں (اللہ کی راہ میں حسب توفیق) خرچ کرو۔

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ اَنۡفَقَ نَفَقَةً فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کُتِبَتۡ لَہٗ سَبۡعُ مِائَۃِ ضِعۡفٍ۔ (ترمذی)

(ترجمہ)۔ رسولِ خدا (اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں) نے فرمایا۔ جو خدا کی راہ میں خرچ کرے اس کے لئے سات سو گنا بڑھا کر لکھا جائے گا۔

تشریح: ہمارا خدا کتنا نکتہ نواز ہے کہ اس کے دیئے ہوئے میں سے انسان دیتا ہے تو وہ اس کو سات سو گنا بڑھا کر لکھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں بغیر آخرت پر یقین اور اس کی ہستی پر کامل ایمان رکھنے کے انسان خرچ ہی نہیں کر سکتا اور یہ جذبہ ہی اس کے تعلق باللہ کی دلیل ہے۔ اور اجر اور زیادتی کا موجب ہے۔ نیز یاد رہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار یہ حقیقت بیان کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

زبذلِ مال دَررَاہش کَسے مُفلس نمے گردَدْ　　　خدا خود میشوَد ناصِر اگر ہمّت شوَد پیَدا

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ عِنْدِ رَبِّہٖ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَ عَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ وَ عَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَ مَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ - (ترمذی)

(ترجمہ) - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ابن آدم اپنے پروردگار کے سامنے سے نہیں ہٹے گا- یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق پوچھا جائے گا- اس کی عمر کے بارہ میں سوال ہوگا کہ عمر کس طرح گذاری- جوانی کے بارہ میں پوچھا جائے گا کہ وہ کیسے گذاری- مال کے متعلق باز پرس ہوگی کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو علم سیکھا، کیا اُس پر عمل کیا؟

تشریح: ہر چیز جو خدا تعالیٰ نے دی ہے اس کے متعلق حساب و کتاب ہوگا- ہر نعمت جو اس نے عطا کی اُسے اس کی ہدایات کے ماتحت خرچ کرنا ہر مومن کا فرض ہے- عمر بھی خدا ہی کے لئے بسر ہونی چاہیئے- جوانی جو کام کا زمانہ ہے، ولولوں اور امنگوں کا دَور ہے- اس کا بھی ہم سے حساب ہوگا کہ یہ قیمتی دن کس طرح گذارے اور مال کمانے کے متعلق بھی سوال ہوگا اور خرچ کرنے کے متعلق بھی- اس کی آمد کے ذرائع بھی صالح ہونے چاہئیں- اور خرچ بھی صحیح جگہ ہونا چاہیئے ورنہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مالدار جنہوں نے خدا کی راہ میں اوق بھر بھر کر مال نہیں لُٹایا وہ قیامت کے دن سخت گھاٹے میں رہیں گے- اور یہ سوال بھی ہوگا کہ علم کے مطابق کیا عمل کیا؟ علم بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے- علم بغیر عمل کے ایک بوجھ ہے- علم سے دونو فائدے اُٹھاؤ- دنیا سے جہالت بھی دور کرو- اور خود باعمل بنو کہ کردار کے بغیر کب کسی فرد یا قوم نے ترقی کی ہے-

۳- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ

قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَاابْنَ اٰدَمِ یُنْفَق عَلَیْکَ

(متفق علیہ)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے ابنِ آدم! خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔

تشریح: یہ حدیثِ قدسی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے انسان کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

''اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما''

۴۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھُمْ ذَبَحُوْ اشَاۃً فَقَال النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَابَقِیَ مِنْھَا قَالَتْ مَابَقِیَ مِنْھَا اِلاَّ کَتِفُھَا قَالَ بَقِیَ کُلُّھَا غَیْرَ کَتِفِھَا (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بکری میں سے کیا باقی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ سوائے شانے کے کچھ باقی نہیں۔ فرمایا۔ سوائے شانے کے سب باقی ہے۔

تشریح: یہ حدیث اس نظریہ کی حامل ہے کہ جو خدا کی راہ میں خرچ ہوگیا وہ خدا کے ہاں محفوظ ہوگیا۔ اور جو خود کھالیا وہ اکارت گیا اوراس میں کیا شک ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہی صحیح مَصرف ہے۔

◈◈◈◈◈

۱۵

نسب نہیں - اعمال

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ - (حجرات آیت ۱۴)

اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے-

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ کَانَ نَسَبٌ اَقۡرَبُ مِنۡ نَسَبٍ فَلَایَاۡتِیۡنِی النَّاس بِالۡاَعۡمَالِ وَتَاۡتُوۡنَ بِالدُّنۡیَا تحۡمِلُوۡنَھَا عَلٰی رِقَابِکُمۡ فَتَقُوۡلُوۡنَ یَامُحَمَّدُ فَاَقُوۡلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَالَا - وَاَعۡرِضُ فِیۡ کِلَاعِطۡفَیۡہِ (ادب المفرد)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے دوست متقی شخص ہوں گے خواہ قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں- لوگ میرے پاس اعمال لے کر نہیں آتے بلکہ تم کندھوں پر دُنیا اُٹھائے آتے ہو- پھر کہتے ہو، اے محمد! اور میں کہتا ہوں کہ اس طرح نہیں اس طرح نہیں اور میں پورے طور سے اس امر سے اعراض کرتا ہوں-

تشریح: مذہبی نظریہ بھی یہی ہے اور یہی اصول اہل فہم کے نزدیک درست ہے- بڑائی حسب ونسب سے نہیں بلکہ عمل اور تقوےٰ سے نصیب ہوتی ہے- پدرم سلطان بُود کا نعرہ گیڈر کی آواز ہے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نورِ نظر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہتے ہیں، بیٹی! آخرت میں تمہارے کام صرف تمہارے اعمال آئیں گے-

ترقی یافتہ اقوام کا ہر ایک بچہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے- وہ اپنے باپ کی عظمت کا سہارا نہیں ڈھونڈتا اور نہ وہ معاشرہ انہیں یہ جھوٹا سہارا لینے دیتا ہے- یہ اسلامی نظریہ ہے جو قومی ترقی اور بقا کے لئے ضروری اور لابدّ ہے-

۱۶

اخلاقی قدریں

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ - (المومنون آیت ۲)

کامل مؤمن اپنی مراد کو پہنچ گئے-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ - (المومنون آیت ۴)

اور جولغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ (المومنون آیت ۵)

اور جو زکوٰۃ باقاعدہ دیتے ہیں-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ - (المومنون آیت ۶)

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ (المومنون آیت ۹)

اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحِی الْاَخْلَاقِ - (الادب المفرد)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری بعثت کا مقصد ہی اچھے اخلاق کی تکمیل ہے-

تشریح: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق کا معراج پر پہنچانا ہے-

تو مذہب میں اخلاق کی قدر اور مقام معلوم ہوا ہمارے آقا دنیا میں آئے ہی تکمیلِ اخلاق کے لئے تھے- اور حضورؐ کی بعثت کے مقصد کی تکمیل ہر ایک مسلمان کا فرضِ عین ہے- مذہب صرف نماز روزہ کا نام نہیں، مذہب صحیح اور بہتر انسان بناتا ہے- انسان اور حیوان میں باہم فرق بھی اخلاق ہی ہیں- انسان حیوان سے ممتاز اخلاق کے ذریعہ ہی ہوتا ہے- خدا سے تعلق ہر ایک انسان کا ذاتی فعل ہے-مخلوق یعنی خدا کی عیال سے اس کا تعلق یعنی اس کے معاشرتی کردار کی تخلیق اور اس کی تکمیل مذہب کی اہم اور بنیادی غرض ہے- ایک ایک مذہبی آدمی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ اس معیار کی رُو سے کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے؟

۲- سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرَ مَايُدْخِلُ النَّارَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَلْاَجْوَفَانِ اَلْفَرْجُ وَ الْفَمُ وَاَكْثَرَمَايُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ (الادب المفرد)

(ترجمہ) مَیں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا، کہتے تھے کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-تم جانتے ہو کہ آگ میں سب سے زیادہ لے جانے کی موجب کونسی چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا- اللہ اور اس کا رسُول ہی بہتر جانتے ہیں- فرمایا دو سوراخ ، شرمگاہ اور منہ- اور جنت میں سب سے زیادہ لے جانے کا موجب خدا کا تقویٰ اور حسنِ اخلاق ہیں-

تشریح: یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ جنت اور جہنم کا موجب اخلاق ہیں- اچھے اخلاق جنت یعنی خدا کی رضا کا موجب ہیں- جبکہ بُرے اخلاق جہنم یعنی خدا کا غضب بھڑکانے کا موجب ہیں- کاش مذہب کے نمائندے یہ پہلو مسلمانوں کے سامنے پیش کریں- اور اگر وہ قوم کے اخلاق کو آراستہ کر دیں تو نہ وہ خدا اور رسول کے سامنے قیامت کے دن شرمندہ ہوں اور نہ دوسروں کے سامنے وہ اسلام کو بدنام کرنے کا موجب ہوں- اگر ہمارے

معاشرہ کی بنیاد اخلاق پر رکھ دی جائے تو اس دُنیا میں بھی جنّت کی فضائیں بس سکتی ہیں۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الْقَآئِمِ بِاللَّیْلِ۔ (الادب المفرد)

(ترجمہ)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی حسنِ اخلاق سے تہجد گذار شخص کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں یہ دونوں پہلو اعتدال سے سمو لے۔ تو وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ وہ تہجد گذار بنے اور با اخلاق بھی۔

۴۔ مَامِنْ شَیْ ءٍ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ۔ (ابوداؤد)

(ترجمہ)۔ ترازو میں حُسنِ خلق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں۔

تشریح: قیامت کے دن جب اعمال وزن کئے جائیں گے تو حسنِ اخلاق کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔ ضرورت ہے کہ مذہب کے اس پہلو یعنی اخلاق پر زیادہ زور دیا جائے کیونکہ قیامت کے دن ہمارے اعمال کے پلڑے میں اس کا بہت وزن ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور اس کی بڑی وقعت۔

۵۔ قَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا۔

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ با اخلاق تھے۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ بڑی چھوٹی

عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے- رات دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے - وہ کہتے ہیں کہ مجھے کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُف تک نہیں کہا -

٦ - نِعْمَ الْمَرْئُ كَانَ عَامِرًا قَالَ يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِیْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَلَيْسَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ - (نسائی)

(ترجمہ) عامر بہت اچھا آدمی تھا - اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی - اے اُمّ المؤمنین ! مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متعلق کچھ بتلایئے- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا - کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟ عامر نے کہا - کیوں نہیں- فرمایا پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہیں-

تشریح : جو قرآن کہتا ہے کروہ وہ آپؐ کرتے تھے اور جس سے قرآن منع کرتا ہے اس سے آپؐ رکتے تھے اور اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ اپنے عمل سے قرآن کی تفسیر کرتے تھے- اور اُن کی زندگی خدا کی ایک کھلی کتاب تھی- مسلمان کے اخلاق کا مُعلّم اور ہادی قرآن ہے- آئندہ صفحات میں اس فقرہ کی ہی تشریح کی کوشش کی گئی ہے-

◈◈◈◈◈

۱۷

مستقل مزاجی

وَلَاتَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا (نحل آیت ۹۳)

اس عورت کی طرح مت بنو۔جس نے اپنے کاتے ہوئے سُوت کو اس کے مضبوط ہو جانے کے بعد کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ وَعِنْدَھَا امْرَأَۃٌ فَقَالَ مَنْ ھٰذِہٖ قَالَتْ فُلَانَۃُ تَذْکُرُ مِنْ صَلَاتِھَا قَالَ مَہْ عَلَیْکُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ وَاللّٰہِ لَا یَمَلُّ اللّٰہُ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَکَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْہِ مَادَاوَمَ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ۔ (بخاری)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس گھر میں تشریف لائے اور آپؓ کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کی۔حضور فلاں عورت ہے۔ اور اپنی نماز کا ذکر کر رہی ہے (یعنی یہ کہ بہت عبادت کرتی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بس کرو تمہیں اتنی ہی عبادت کرنی چاہیئے جتنی عبادت کی تم میں طاقت ہے۔ خدا کی قسم! اللہ نہیں اُکتاتا۔مگر تم اکتا جاؤ گے اور اللہ کو دین سے وہی پسند ہے۔جس پر وہ شخص مداومت اختیار کرے۔

تشریح: مستقل مزاجی بہت بڑی خوبی ہے۔کوئی کام جو ہمیشہ باقاعدگی سے کیا جائے

خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہی کیوں نہ ہو وہ بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک دن یا دو دن زیادہ کرلیا اور پھر آپ کی طبیعت اُکتا جائے - دو دن انسان تہجد اُٹھ کر رات کو پڑھ لے اور پھر صبح کی نماز کے لئے بھی نہ اُٹھ سکے - اس سے تو یہ بہتر ہے کہ ہر روز نماز باجماعت ادا کرے - مستقل مزاج افراد اور مستقل مزاج قومیں ہی بالآخر زندگی کی دوڑ میں آگے نکلتی ہیں -

---

۲ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ فَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یُدَاوِمُ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ - (ترمذی)

(ترجمہ) - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے - انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ وہ عمل محبوب اور پسند ہوتا - جس پر کام کرنے والا مداومت کرتا -

تشریح : مداومت خود اپنی ذات میں ایک نیکی ہے - مستقل مزاجی اور استقامت ہی اس بات کی دلیل ہے کہ کام کرنے والا جذباتی آدمی نہیں - بلکہ دین کی محبت یا کام سے اُنس اس کے دل کی گہرائیوں میں اُتری ہوئی ہے -

◈◈◈◈◈

۱۸

تنظیم اور اُس کی کیفیت

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ-
(الصّف آیت ۵)

یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں- گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا- (ترمذی)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن تو ایک عمارت کی طرح ہیں جس کے بعض حصّے بعض کو مضبوط کرتے ہیں-

تشریح: اگر ہم ایک ہی مثال کو اپنی تنظیم میں پیشِ نظر رکھیں اور اپنی تنظیم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط کر لیں- تو ہم میں سے کسی فرد کو کوئی خارجی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکے گی- اور نہ ہی ہم سے کسی ایک فرد کا نقصان ہماری قومی تنظیم کو کوئی نقصان پہنچا سکے گا- ہر مومن کو اپنی تنظیم اور جماعتی نظام کی مضبوطی کا باعث ہونا چاہئیے- یہی مومن کی شان ہے-

۲- مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّھِمْ وَتَرَاحُمِھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوٌ تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھْرِ وَالْحُمّٰی- (مسلم)

(ترجمہ) باہمی محبت، رحم اور شفقت میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب ایک حصۂ جسم کو کوئی نقصان پہنچے تو تمام جسم بے خوابی اور حرارت محسوس

کرتا ہے۔

تشریح: قومی وقار اور قوت اسی صورت میں قائم رہ سکتے ہیں۔ جب ایک فرد کی تکلیف کو تمام اسلامی معاشرہ اپنی تکلیف محسوس کرے۔ عرب کی تکلیف عجم کی تکلیف ہو۔ کالے کی تکلیف کو گورا اپنی تکلیف اور مصیبت سمجھے۔ لیکن آہ! آج یہ جسم اپنے عضو آپ ہی الگ کرنے کی فکر میں ہے۔

۳۔ **یَدُاللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔** (ترمذی)

(ترجمہ) جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا وہ آگ میں پھینکا گیا۔

تشریح: یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ جماعت کے ساتھ خدا کی تائید و نصرت ہوتی ہے۔ اسلامی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کے اندر تنظیم رہی دُنیا کی کوئی طاقت ان کے مقابل نہ ٹھہر سکی۔ اور جب ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا وہ عرش سے فرش پر آ رہے۔

تنظیم سے علیحدگی انتشارِ ذہنی میں مبتلا کرتی ہے۔ جماعت سے الگ ہونے والے کی مثال اس موتی طرح ہے جو ہار کی لڑی میں سے ٹوٹ کر خاک میں مل جائے یا اس پھل کی سی ہے۔ جو درخت سے ٹوٹ کر زمین پر گر کر سڑتا ہے۔

۴۔ **مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ قِیْدَ شِبْرٍ ا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ** (ترمذی)

(ترجمہ)۔ جو جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تنظیم کی کس حد تک پابندی کرنی چاہیئے۔ تنظیمی

صفوں میں شگاف پیدا کرنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے نکل جانے والا کہا ہے۔

◈◈◈◈◈

۱۹

اطاعت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔
(نساء آیت ٦٠)

اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامَتِ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِیْ مَنْشَطِنَا وَمَکْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَیُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَیْنَا وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ۔ (بخاری)

(ترجمہ) حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی کہ ہم ہر حالت میں اطاعت کریں گے۔ تنگی میں ہوں یا آسائش میں۔ ہمیں وہ حکم خواہ اچھا معلوم ہو یا بُرا۔ خواہ ہم پر ترجیح دی جا رہی ہو۔ یعنی ہمارے حقوق دبائے جا رہے ہوں۔ تب بھی اطاعت کریں گے۔ اور جن کے سپرد ہم نے اپنا امر کیا اُن سے ہم تنازعہ نہ کریں گے۔

تشریح: کامل اطاعت ترقی کرنے والی قوموں کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ بات بات پر قائد کا راستہ روک کر کھڑے ہو جانا قومی ترقی کی رفتار سست کر دیتا ہے۔ لیڈر پر اعتماد اور اس کے احکام کی بِلا چون و چرا تعمیل ہی قومی ترقی کا راز ہے۔ جب تک مسلمان اس پر عمل پیرا رہے دُنیا اُن کے قدموں میں تھی۔ لیکن جب داخلی انتشار اُن کے اندر پیدا ہو گیا تو وہی عظیم الشان سلطنت جس کی حدود فارس اور چین تک وسیع تھیں۔ ٹکڑے ٹکڑے

ہوگئی- ایک دن تھا کہ بڑی سے بڑی طاقت ان سے پنجہ لڑانے میں خوف محسوس کرتی تھی- لیکن آج استعماری قوتیں اس کی تکا بوٹی کرنے کے لئے اس کے گرد یوں بیٹھی ہیں- جیسے لاش کے گرد چیلیں، غور فرمایئے، جن کے اسلاف نے ہر ایک حالت میں اطاعت کرنے کا عہد کیا تھا- آج ان کے اسلاف کا کردار دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید انتشار کے علاوہ انہوں نے کوئی اور درس سیکھا ہی نہیں-

◈◈◈◈◈

۴۰

ابتلاء میں استقامت اور شدائد کی برداشت

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (بقرہ آیت ۱۵۶)

اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک رہے، اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسولؐ!) تو (اُن) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

(البقرہ آیت ۲۱۵)

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی تم پر ان لوگوں کی (سی تکلیف کی) حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گذر رہے ہیں۔تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے ؟ انہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی) اور انہیں خوب خوف دلایا گیا۔ تاکہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اُٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو! اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے۔

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ

وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَادْمَوْہُ وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

(متفق علیہ)

(ترجمہ)-حضرت ابوعبدالرحمن ابن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے-انہوں نے کہا میری نظروں کے سامنے یہ نظارہ ہے- رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کو آپ کی قوم نے مارا انہوں نے اسے لہولہان کر دیا- وہ نبی اپنے چہرہ سے خون پونچھتے تھے اور دعا کرتے تھے- اے اللہ! میری قوم کو بخش دے یہ جانتے نہیں-

تشریح: خود طائف کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی سنگباری سے لہولہان ہونے کے باوجود، فرشتے کے یہ کہنے پر کہ اگر آپ فرمائیں تو یہ بستی پیس کر رکھ دوں- آپؐ نے یہی دعا فرمائی تھی رَبِّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ- اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ نہیں جانتے- ایک دوسری حدیث میں آیا ہے- خدا کی راہ میں سب سے زیادہ تکالیف اور آزمائشیں انبیاء کو آتی ہیں- یہ تکالیف خدا کی محبت اور سلوک کی منازل طے کرنے میں مد ہوتی ہیں- یہ آگ سونے کو کندن بناتی ہے-

---

۲- ...لَقَدْ رَئَیْنَا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَالَنَا طَعَامٌ نَّاکُلُہٗ اِلَّا وَرَقُ الْحَبْلَۃَ وَھٰذَا السَّمَرُ حَتّٰی اَنَّ اَحَدَنَا یَضَعُ یَضَعُ الشَّاۃِ-

(ترمذی)

(ترجمہ)......ہمیں یاد ہے- ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگیں لڑا کرتے تھے- درآنحالیکہ ہمارے پاس سوائے انگوری بیل اور کیکر کے پتوں کے کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا- چونکہ ہم پتے کھاتے تھے اس لئے ہم بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے-

تشریح: کس قدر عجیب فوج تھی- درختوں کے خشک پتے کھا کرلڑتے تھے لیکن اللہ کے فضل سے سے عزم واستقامت کا یہ حال تھا کہ دنیا کو خاطر میں نہ لاتے تھے-حق یہی ہے کہ اگر متاعِ ایمان انسان کو حاصل رہے-تو یہ جہان ہے کیا چیز؟

۳- سَمِعْتُ خَبَابًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهٗ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَهِ وَقَدْلَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ اَلاَ تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحَمَّرٌ وَجْهُهٗ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مِنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْعَصَبٍ مَايُصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرَقِ رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ مَايُصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضرَمَوْتَ مَايَخَافُ اِلاَّ اللّٰهَ-

(بخاری)

(ترجمہ) حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا- اور حضور خانہ کعبہ کے سایہ میں چادر کی ٹیک لگائے لیٹے تھے- اُن دنوں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کو بڑی تکلیف تھی- حضرت خبابؓ نے عرض کی-حضور آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے ہیں- (خباب کی بیکسی اور اضطراب اس فقرہ سے ہویدا ہے ورنہ رحمۃ للعالمین سے زیادہ کسے اس تکلیف کا احساس تھا) حضوراُٹھ کر بیٹھ گئے- چہرہ مبارک سرخ ہو گیا- آپؐ نے فرمایا-تم سے پہلے لوگوں کا گوشت لوہے کی کنگھیوں سے نوچ لیا جاتا تھا-لیکن یہ بات بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکی- اور سر پر آرہ رکھ کر دوٹکڑے کر دیئے جاتے یہ سختی بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکی- اللہ اس سلسلہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا- (یہ تمہاری تمام تکالیف چھٹ جائیں گی-) اور وہ دن آ

جائے گا - کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک چلتا جائے گا - اور خدا کے سوا اس کو اور کسی کا ڈر نہ ہو گا -

تشریح: حضرت خبابؓ مکہ مین آہنگری کا کام کرتے تھے - دین کے دشمن اُن کی بھٹی میں سے کوئلے نکال کر انہیں پشت کے بل ان پر لٹا دیتے - کمر کی چربی نکل نکل کر کوئلے کو بجھا دیتی - کمر کا چمڑہ بار بار کی اذیتوں سے موٹا اور سیاہ ہو گیا تھا - انہوں نے حاضر ہو کر فریاد کی - رسولِ مقبول صلی اللہ وعلیہ وسلم نے فرمایا ایسی تکالیف ہر ایک حق پرست جماعت پر آئی ہیں - انہیں برداشت کر جاؤ - تمہاری یہ قربانیاں رنگ لائیں گی - تم ایک مستقبل تعمیر کر رہے ہو - آج کے مار کھانے والو! کل تمہارے ذریعہ دنیا کو امن نصیب ہو گا اس درندوں کی دنیا کو اللہ تمہارے ذریعہ سکھ اور چین کا گہوارہ بنائے گا - حقیقت یہی ہے کہ پھولوں کی سیج پر چل کر کوئی قوم بھی کبھی بامِ عروج پر نہیں پہنچی - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نرم تلووں والوں کو الوداع کا سلام کہا ہے - لیکن آخر تک صبر کرنے والوں کو بشارتیں سنائی ہیں - فرمایا:

''مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پر خار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے پیر نازک ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں -''

(انوارالاسلام صفحہ ۲۲)

مصائب جھیلنے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دیتے ہوئے ''الوصیت'' میں فرماتے ہیں (یہ کتاب آپؑ نے بطور وصیت لکھی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ آپ کا وصال قریب ہے -

''مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے - کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری

ہے...................... وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے- اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے- اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی- اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی- اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی- وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے- (الوصیّت صفحہ ۱۴)

◈◈◈◈◈

۲۱

باہمی محبت

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (ال عمران آیت ۱۰۴)

اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اسکے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَدْخُلُوا الْجَنةَ حتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَاتُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (مسلم)

(ترجمہ) ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔تم جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ مومن بنو۔ اور مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ اور کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے ۔تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ السلام علیکم کو اپنے درمیان ترویج دو۔

تشریح: باہمی محبت کے بغیر صحیح اتفاق پیدا نہیں ہوسکتا اور محبت ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اگر تم تمام دولت بھی خرچ کر دیتے تو وہ الفت باہم نہ پیدا

کر سکتے جو ہم نے اسلام کے ذریعہ تمہارے اندر پیدا کر دی ہے- اسلام معاشرہ کے ایک ایک فرد کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے- جس طرح ہم اپنے سگے بھائی سے ہمدردی کرتے ہیں- اسی طرح معاشرہ کا ہر ایک فرد ہماری محبت اور ہمدردی کا حقدار ہے- عیسائیوں نے کتنا زور محبت پر دیا- لیکن یہ حدیث تو یہی بتلاتی ہے کہ محبت ہی ایمان ہے- فرمایا- وَلَاتُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْاَ جب تک باہم محبت نہ کرو گے مومن نہ بن سکو گے-

◈◈◈◈◈

۲۲

تحمل اور سُبک روی

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان آیت ٦٤)

اور رحمان کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلِی قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِیْ فَنَاجَا اَبِیْ دُوْنِیْ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ مَاقَالَ لَکَ قَالَ اِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا فَعَلَیْکَ بَالتَّؤْدَةِ حَتّٰی یُرِیْکَ اللّٰهُ مِنْهُ الْمَخْرَجَ اَوْ حتّٰی یَجْعَلَ اللّٰهُ لَکَ مَخْرَجًا۔ (ادب المفرد)

(ترجمہ)۔ بلی قبیلہ کے ایک آدمی مروی ہیں۔ کہ میں اپنے ابا کے ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ابا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرگوشی کی۔ مَیں نے ابا سے پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا فرمایا؟ ابا نے کہا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو سکینت اور سُبک روی اختیار کیجئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی اس سے نکلنے کی راہ پیدا کردے۔

تشریح: سبحان اللہ! کیا پُرحکمت نصیحت ہے میرے آقا کی (فداہ امی وابی) مصائب اور امتحان میں جزع وفزع اور دوڑیئے بھاگئے کی صداؤں سے کچھ نہیں بنتا۔ انہیں برداشت کیجئے تو کوئی انعام آپ کے منتظر ہوں گے۔ آزمائش تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

۲۳

قربانی محض قربانی

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(الاحزاب آیت ۲۴)

ان مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے وہ عہد جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا سچا کر دیا- پس بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت پوری کر دی- (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے) اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا-

---

سَمِعْتُ اَبَاوَائِلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْخُذْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا فَمِنْهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَ تَرَكَ نَمِرَةً فَاِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهٗ فَاَذَنَّا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَ نَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخَرِ وَ مِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا- (مسلم)

(ترجمہ) -حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں- ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے-تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے- ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی- اور ہماری غرض صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھی- پس ہم نے اللہ تعالیٰ ہی سے اجر مانگا- اور

ہم میں سے بہت ایسے تھے کہ وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے - اور اس دنیا سے اپنی قربانی کا انہوں نے کوئی اجر نہیں لیا - ان میں سے ایک مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو کہ اُحد کے دن شہید ہوئے - انہوں نے کفن کے لئے اُون کا ایک چھوٹا سا کپڑا چھوڑا تھا - اگر ہم اس کپڑے سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا - جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا - ان کا سر کپڑے سے ڈھانک دو - اور پاؤں پر گھاس ڈال دو - لیکن بعض ہم میں سے ایسے ہیں جن کی قربانیوں کے پھل اس دنیا میں پک گئے اور وہ پھل چن رہے ہیں -

تشریح: اس قسم کی ایک حدیث حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس بات پر روتے تھے کہ ہم نے اپنی قربانیوں کا اجر اس دنیا میں لے لیا اور ہمارا آخرت کا اجر کم ہو گیا -

سبحان اللہ! ایک وہ لوگ تھے کہ اس دنیا میں اجر ملتا تھا تو روتے تھے کہ اگلی دنیا کا اجر کم ہو گیا (جو بہتر اور زیادہ پائیدار ہے) اور ایک ہم ہیں کہ اس لئے روتے ہیں کہ دنیا میں بدلہ کیوں نہ ملا -

نوٹ: - حضرت خباب رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو مکہ میں آہنگری کا کام کیا کرتے تھے اور مشرکین ان کی بھٹی میں سے کوئلے نکال کر ان کو پشت کے بل اوپر لٹا دیتے تھے اور جسم کی چربی نکل نکل کر کوئلے ٹھنڈے کر دیتی تھی -

◈◈◈◈◈

۲۴

دین و دنیا

وَاٰتٰـکُمْ مِنْ کُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْہُط اِنْ تَعُدُّوْ اِنعْمَتَ اللّٰہِ لَاتَحْصُوْھَا- اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ - (ابراہیم آیت ۳۵)

اور جو کچھ (بھی) تم نے اس سے مانگا اس نے تمہیں دیا ہے- اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسان گننے لگو تو اُن کا شمار نہیں کرسکو گے انسان یقینا بڑا ہی ظالم (اور) بڑا ہی ناشکر گذار ہے-

---

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ ھُوَ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَ لَاتَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقَکُمْ فَھُو اَجْدَرُ اَنْ لَاتَزْدَرُوْ اِنعْمَۃَ اللّٰہِ - (مسلم)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- تم اس کی طرف مت دیکھو جو تم سے دنیا میں اُوپر ہے بلکہ تم اس کی طرف دیکھو جو تم سے کمتر ہے- کیونکہ اس طریق سے تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو گے-

تشریح: دُنیا میں انسان اپنے سے کمتر کی طرف دیکھے تو دل میں تشکر و امتنان کے جذبات پیدا ہوں گے اور دین میں اپنے سے بہتر کی طرف دیکھے تا کہ اس میں نیکی کے لئے تسابق کی رُوح پیدا ہو-

---

۲ - لَاحَسَدَ اِلَّافِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَ النَّھَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ - (ترمذی)

(ترجمہ) - دو چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں حسد جائز نہیں ایک وہ آدمی جسے

اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اُسے شب و روز خرچ کرتا ہے- اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا رہے-

◈◈◈◈◈

۲۵

سات اوامر ونواہی

مَآاٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ق لا وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(سورۃ الحشر آیت ۸)

رسولؐ جو کچھ تم کو دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاوٴ۔

عَنْ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَ نَھَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَ تَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَرَدِّ السَّلَامَ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَ نَھَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ اَوْقَالَ حَلْقَۃِ الذَّھَبِ وَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَ الدِّیْبَاجِ وَ السَّنْدُسِ

(مسلم)

(ترجمہ) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتیں کرنے کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا۔ ہمیں بیمار کی تیمارداری کا حکم دیا اور جنازہ کے ساتھ جانے کا۔ چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب دینے کا (چھینک مارنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے گا (سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں) اور سننے والا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے گا۔ (یعنی اللہ تم پر رحم کرے) اور پھر چھینک مارنے والا یَھْدِکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہے گا۔ یعنی اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت ٹھیک کر دے) کوئی بلائے تو اس کی

دعوت قبول کرنے کا - اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا جواب دینے کا - مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم کو پُورا کرنے کا -

آپؐ نے سات چیزوں سے منع فرمایا - سونے کی انگوٹھی یا سونے کا حلقہ پہننے سے، ریشم کے پہننے سے، دیباج کے پہننے سے، سُندس کے پہننے سے اور ریشمی زین کے استعمال سے منع فرمایا - دیباج ایسا ریشم جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم کے ہوں - سندس دیباج کی ایک قسم ہے -

تشریح: ان سب امور کی طرف اس زمانہ میں خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے - حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس اپنے صحابہ کی بیمار پُرسی کے لئے تشریف لے جاتے تھے - جنازوں کے ساتھ آپ کا تشریف لے جانا بھی ثابت ہے - بلکہ ایک روایت میں تو آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے - قبرستان میں پہنچ کر جنازہ زمین پر رکھ دیا - آپؐ بیٹھ گئے اور اتنا روئے کہ زمین پر آنسوؤں کے قطرات گرنے شروع ہو گئے - پھر آپ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے - اے لوگو! اگر ہو سکے تو اس دن کے لئے کچھ تیاری کر لو - سلام کی طرف توجہ تو اس امر سے ہی ظاہر ہے کہ مدینہ آنے پر پہلی بات آپ نے یہی ارشاد فرمائی تھی کہ ''اَفْشُوا السَّلَام'' لوگو - اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے کی عادت پیدا کرو - ایک اور حدیث میں آیا ہے - جسے پہچانتے ہو اُسے بھی اور جسے نہیں پہچانتے اُسے بھی سلام کہو -

جن چیزوں سے آپ نے منع فرمایا ہے - اُن سب میں صاف طور پر ہمیں یہی رُوح نظر آتی ہے - کہ ایک مومن کی زندگی بالکل سادہ، تکلفات اور تصنع سے پاک اور مجاہدانہ زندگی ہونی چاہیئے اُسے نازک اندام نہ بننا چاہیئے کیا خوب فرمایا ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے -

بھولیو مت کہ نزاکت ہے نصیبِ نِسواں
مرد وہ ہے جو جفا کش ہو گل اندام نہ ہو

۲۶

نازک مزاجی

لَایُصِیْبُهُمْ ظَمَأٌ وَّ لَانَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَایَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَ لَایَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلاَّ كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ (التوبہ آیت ۱۲۰)

کوئی پیاس یا تھکان یا بھوک کی گھڑی اُن پر اللہ کے رستہ میں نہیں آتی - اور نہ وہ کسی زمین پر قدم مارتے ہیں جو کفار کو غصہ دلاتا ہو اور نہ وہ دشمن پر کوئی فتح پاتے ہیں ان کے لئے اس کے بدلہ میں نیک عمل نہ لکھا جاتا ہو-

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ شَقِیْقٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ عَامِلاً بِمِصْرَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَاِذَا هُوَ اَشْعَثُ الرَّأْسِ مَشْعَانَ قَالَ مَالِیْ اَرَاکَ مَشْعَانًا وَ اَنْتَ اَمِیْرٌ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَانَا عَنِ الْاِرْفَاهِ قُلْنَا وَ مَا الْاِرْفَاهُ قَالَ اَلتَّرَجُّلُ كُلَّ یَوْمٍ - (نسائی)

(ترجمہ)- حضرت عبداللہ ابن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی مصر کے گورنر تھے- ان کے ملنے والوں میں سے ایک شخص انہیں ملنے آیا تو دیکھا کہ سر کے بالوں میں کنگھی نہ ہونے کی وجہ سے پراگندہ ہیں- اس نے عرض کی- آپ ہمارے سردار ہیں- لیکن یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعیش اور عیش وعشرت سے منع فرمایا ہے-

تشریح: اپنے گورنر کی سادہ زندگی بھی ملاحظہ فرمائیے اور یہ نہ بھولئے کہ نازک مزاجی اور زنانہ پن مجاہدین کے لئے زیبا نہیں- تن آسانی اور آرام طلبی زندہ قوموں کا شعار نہیں- سادگی اور جفاکشی انسان کا زیور ہیں- انہیں اپنے سے الگ نہ کیجئے-

◈◈◈◈◈

۲۷

جہاد

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَھَاجَرُوۡا وَجَاھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِھِمۡ وَاَنۡفُسِھِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ-

(توبہ آیت ۲۰)

(وہ لوگ) جو (کہ) ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور (پھر) اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں (کے ذریعہ سے بھی) اور جانوں کے ذریعہ سے (بھی) جہاد کیا- اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بلند ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں-

---

اِنَّ اَبَا سَعِیۡدِ ا لۡخُدۡرِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ حَدَّثَہٗ قَالَ قِیۡلَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ اَفۡضَلُ؟ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مُؤۡمِنٌ یُجَاھِدُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِنَفۡسِہٖ وَمَالِہٖ (بخاری)

(ترجمہ)- حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں افضل کون ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- وہ صاحبِ ایمان جو خدا کی راہ میں اپنے نفس اور مال سے جہاد کرتا ہے-

تشریح: جہاد کے معنے عموماً جنگ اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں لیکن افسوس کہ یہ جہاد کے وسیع مفہوم کے بہت محدود معنے ہیں- جہاد کے معنے ہیں کوشش وسعی کرنا- اصطلاحی طور پر

حق کی بلندی اور اس کی اشاعت اور حفاظت کے لئے ہر قسم کی جدو جہد کرنا- خواہ یہ اصلاحِ نفس سے ہو یا انفاق زر سے ہو- اور خواہ گھر بار لٹانے اور سر کٹوانے سے ہو-

۲- سُئِلَ عَنِ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ- (ترمذی)

(ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے فضیلت والا ہے- آپؐ نے ارشاد فرمایا- خدا کی راہ میں جدو جہد کرنا-

تشریح: حق کو سرفراز کرنے کے لئے اور پیغامِ الٰہی پہنچانے کے لئے جدو جہد کرنا سب سے افضل ہے- اس میں کیا شک ہے کہ مسلمان کا منصب ہی نیکی کی تلقین اور بدی سے روکنا ہے- اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ یہ فریضہ سرانجام دینے میں صرف ہونا چاہیئے-

۳- مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُمَا حَرَامٌ عَلَی النَّارِ-

(ترمذی)

(ترجمہ)- جس کے پاؤں خدا کی راہ میں خاک آلود ہوں- وہ پاؤں آگ پر حرام ہیں-

تشریح: مراد ہے کہ اگر کبھی خدا کی راہ میں صحرا نوردی کی ہے تو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی- اس حدیث میں خدا کی راہ میں نکلنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے-

۴- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَیْنَانِ لَاتَمَسُّھُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَ عَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرِسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ- (ترمذی)

(ترجمہ)- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول خدا (اللہ تعالیٰ کی بے حد رحمتیں آپ پر ہوں) سے سُنا- آپؐ

فرماتے تھے- دو آنکھیں ہیں ان کو آگ نہیں چھوئے گی- ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے خدا کی راہ میں چوکیداری یا پہرہ دیتے ہوئے رات گذاری-

تشریح: جب دل میں خوفِ خدا اور محبت الٰہی نہ ہو آنکھوں سے آنسو رواں نہیں ہو سکتے- اور جب تک خدا کے دین کی خاطر قربانی کا جذبہ موجود نہ ہو- نیند اُڑ نہیں سکتی- اور نہ قربانی کی جاسکتی ہے- اور جس آنکھ کی یہ حالت ہو اُس کو جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

۵- عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرَّوْحَةُ وَالْغُدْوَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَافِيْهَا- (بخاری)

(ترجمہ) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- خدا کی راہ میں صبح یا شام کو نکلنا دنیا و مافیہا سے افضل ہے-

تشریح: نیکی خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو اس کے مقابلہ میں دنیا کی حیثیت ہی کیا ہے- حدیث شریف میں آیا ہے کہ دُنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی زیادہ ذلیل اور بے حقیقت ہے- کیا پتہ ہے کہ قیامت کے دن ایک نیکی ہی پلڑا جھکا دے- اور مغفرت کا باعث بن جائے- اپنی طاقتیں خدا کے دین کی اشاعت اور اس کی سرفرازی کے لئے صرف کرنا خواہ وہ ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو دنیا و مافیہا سے بہرحال بہتر ہے-

◈◈◈◈◈

۲۸

شہید کا رتبہ

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّ لٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ۔ (بقرہ آیت ۱۵۵)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اُن سے متعلق یہ مت کہو کہ وہ مردہ ہیں وہ مردہ نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ ثَعْلَبَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِقَتْلٰی اُحُدٍ زَمِّلُوْھُمْ بِدِمَآئِ ھِمْ فَاِنَّہٗ لَیْسَ کَلْمٌ یُکْلَمُ فِی اللّٰہِ اِلَّایَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَدْمِیْ لَوْنُہٗ لَوْنُ الدَّمِ وَرِیْحُہٗ رِیْحُ الْمِسْکِ۔ (نسائی)

(ترجمہ)۔حضرت عبداللہ ابن ثعلبہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء سے متعلق فرمایا۔ اُن کے خون آلود کپڑوں میں ہی اُن کو دفن کردو۔ کیونکہ جو زخم خدا کی راہ میں لگتا ہے قیامت کے دن اس زخم سے خون بہتا ہوگا۔ اس خون کا رنگ خون کا ہوگا۔ لیکن خوشبو اس میں سے کستوری کی آئے گی۔

تشریح: اسلام میں شہادت کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اُحد کے دن جابن عبداللہ نے دریافت کیا کہ حضور اگر مَیں شہید ہو جاؤں تو کہاں ہوں گا۔ فرمایا۔ سیدھے جنت میں۔ یہ سُنا تو تلوار کی میان توڑ کر دشمنوں کی صفوں پر پل پڑے اور شہید ہو گئے۔

حضورؐ جب کسی صحابی کے لئے رَحِمَ اللّٰہُ فُلَانًا کی دُعا فرماتے جس کے معنے یہ ہیں

کہ اللہ فلاں پر رحم کرے تو صحابہ کہتے ہیں- ہم سمجھ جاتے کہ اسے شہادت کا درجہ نصیب ہو گا- دیکھو سلسلہ احمدیہ کے عظیم شہداء کے متعلق خدا کے برگزیدہ نے کن جذبات کا اظہار فرمایا- اُن کا واسطہ دے کر بعض دفعہ خدا سے دُعا کی جو منظور ہوئی- صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ قلمبند کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں-

''ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں- اور زن و فرزند کی کچھ بھی پروانہیں کرتے- اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں، کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے- میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے-''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۸)

اس کے بعد فرماتے ہیں-

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار　　دشت پُر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم　　ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

محبوب کے کوچہ تک لاکھوں میل کا فاصلہ ہے- اور پُرخار جنگل اور لاکھوں بلائیں ہیں لیکن اس بزرگ عجمی کی شوخی تو دیکھو کہ یہ بیابان ایک جست میں طے کر گیا- اور یہ درجہ عبداللطیف (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کو شہادت نے عطا کیا-

---

۲- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَیْنَ اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ قُتِلْتُ قَالَ فِی الْجَنَّۃِ فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِہٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ (مسلم)

(ترجمہ)- حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا- یارسُول اللہ! اگر مَیں قتل ہو جاؤں تو مَیں کہاں ہوں گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جنت میں- اس پر اس نے وہ کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھینک دیں اور لڑ کر شہید ہو گئے-

تشریح: کتنا یقین تھا صحابہ کو خدا اور رسول کے وعدوں پر جب اس نے یہ سُن لیا کہ اگر مَیں خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو سیدھا جنت میں جاؤں گا - تو بغیر کسی توقف کے وہ راہ لے لی - اور کھجوریں کھانے میں بھی وقت صرف نہ کیا - کہ اب دیر کیوں ہو -

◈◈◈◈◈

۲۹

جنت تلواروں کے سایہ تلے!

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ۔ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَیُقۡتَلُوۡنَ۔ (توبہ آیت ۱۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال (اس وعدہ کے ساتھ) خرید لئے ہیں کہ ان کو جنت ملے گی۔ کیونکہ وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ پس یا تو وہ اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیۡ بَعۡضِ اَیَّامِہِ الَّتِیۡ لَقِیَ فِیۡھَا الۡعُدُوَّ تَنۡظِرُ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمۡسُ قَامَ فِیۡھِمۡ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوۡا لِقَآءَ الۡعَدُوِّ وَاسۡئَلُوا اللّٰہَ الۡعَافِیَۃَ فَاِذَا لَقِیۡتُمُوۡھُمۡ فَاعۡلَمُوۡا اَنَّ الۡجَنَّۃَ تَحۡتَ ظِلَالِ السُّیُوۡفِ ثُمَّ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ مُنَزِّلُ الۡکِتٰبِ وَ مُجۡرِی السَّحَابِ وَ ھَازِمِ الۡاَحۡزَابِ اِھۡزِمۡھُمۡ وَانۡصُرۡ عَلَیۡھِمۡ۔ (مسلم)

(ترجمہ)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (جبکہ عین دشمن کے حملہ کا خطرہ تھا) غروبِ شمس کے وقت کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا اے لوگو! دشمن سے مُٹھ بھیڑ کی مت خواہش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو۔ لیکن جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے

اللہ! کتاب کے نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکر پراگندہ کرنے والے! ان کو پراگندہ فرما اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

تشریح: مسلمان جنگ کا طالب نہیں۔ وہ تو امن و عافیت کا خواہاں ہے۔ جنگ کے بھیانک لوازمات سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔ وہ صرف اس وقت جنگ کرتا ہے جب اُسے جنگ پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں یہی فرمایا ہے کہ تم ازخود جنگ کی خواہش نہ کرو۔ لیکن اگر تم پر جنگ ٹھونس دی جائے تو پھر جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ قرآن مجید کی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ وَ مَأْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ** (سورہ انفال آیت ۱۷) کہ جو اس دن پیٹھ پھیرتا ہے (سوائے مقابلہ کے لئے گھات کی تلاش میں) اس پر خدا کا غضب بھڑکے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

پس مومن ازخود لڑتا نہیں لیکن جب اسے لڑنے پر مجبور کیا جاوے۔ تو پھر میدانِ جنگ سے موت یا فتح کے سوا اُسے کوئی چیز نہیں ہٹاتی۔

◈◈◈◈◈

﴿۳۰﴾

شجاعت

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ز وَمَازَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا (الاحزاب آیت ۲۳)

چنانچہ جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی لشکر ہیں جن کا اللہ اور رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے بالکل سچ فرمایا تھا- اوران کواس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں بڑھایا-

---

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَ اَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَةَ عُرِیٍ وَ هُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهٗ فَقَالَ لَمْ تَرَاعُوْ لَمْ تَرَاعُوْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا يَعْنِی الْفَرَسَ - (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت، بہت سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے- حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ایک رات شور سُنا - اُنہیں خطرہ محسوس ہوا - جب صحابہؓ تیار ہوکر باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہیں- تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور واپس تشریف لا رہے ہیں- ہمیں دیکھا تو فرمایا- گھبرانے کی کوئی بات نہیں پھر حضور نے فرمایا یہ گھوڑا تو مَیں نے سمندر کی طرح پایا- یعنی چال اس کی بہت تیز اور

عمدہ ہے۔

تشریح: رات کا وقت ہے۔ شہر کے لوگ خطرہ محسوس کرتے ہیں وہ بھی ہتھیار سنبھال رہے ہیں کہ خدا کے برگزیدہ رسول تنِ تنہا گھوڑے پر جا کر جائزہ لے کر واپس آتے ہیں۔ صحابی کہتے ہیں۔ حضور ہم سب سے زیادہ شجاع تھے۔ شجاعت حقیقی ایمان کا لازمی جزو ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بُزدلی سے ہمیشہ خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَ غَلَبَۃِ الرِّجَالِ** اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم، دُوں ہمتی اور سستی، بزدلی اور بخل، قرضے کے بوجھ اور آدمیوں کے تسلّط سے۔

۲۔ قَالَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنِّیْ لَفِی الصَّفِّ یَوْمَ بَدْرٍ اِذَا الْتَفَتُّ فَاِذَا عَنْ یَمِیْنِیْ وَ عَنْ یَسَارِیْ فَتَیَانِ حَدِیْثَا السِّنّ فَکَاَنِّیْ لَمْ اٰمِنْ بِمَکَانِھِمَا اِذْ قَالَ لِیْ اَحَدُھُمَا سِرًّا مِنْ صاحِبِہٖ یَاعَمِّ اَرِنِیْ اَبَا جَھْلٍ فَقُلْتُ یَاابْنَ اَخِیْ وَ مَاتَصْنَعُ بِہٖ قَالَ عَاھَدْتُّ اللّٰہَ اِنْ رَاَیْتُہٗ اَنْ اَقْتُلَہٗ اَوْ اَمُوْتُ دُوْنَہٗ فَقَالَ لِیَ الْاٰخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِہٖ مِثْلَہٗ قَالَ فَمَا سَرَّنِیْ اِنِّیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ مَکَانَھُمَا فَاَشَرْتُ لَھُمَا اِلَیْہِ فَشَدَّا عَلَیْہِ مِثْلَ الصَّقَرَیْنِ حَتّٰی ضَرَبَاہُ وَ ھُمَا ابْنَا عَفْرَآء۔ (بخاری)

(ترجمہ) حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ بدر کے دن مَیں صف میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوعمر چھوکرے تھے۔ مجھے خیال گذرا کہ میرا دایاں بایاں آج ان کی وجہ سے محفوظ نہیں۔ مَیں ابھی اس اُدھیڑ بُن میں ہی تھا کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے مخفی مجھے کہا۔ چچا! مجھے ابوجہل دکھایئے۔ میں نے کہا۔ بھتیجے تجھے اس سے کیا سروکار؟

اس نوجوان نے جواب دیا - مَیں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ اگر مَیں نے اُسے پایا تو مَیں اُسے قتل کروں گا یا اس راہ میں خود جان دے دوں گا - ابھی میں نے اسے جواب نہیں دیا تھا کہ دوسرے نوعمر نے رازدارانہ طور پر وہی کہا جو پہلے نے کہا تھا - مجھے اس پر بہت خوشی ہوئی - اگر مَیں بھر پور جوانوں کے درمیان ہوتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی - مَیں نے ان دونوں کو اشارہ سے ابوجہل بتایا ہی تھا کہ وہ باز کی مانند اس پر جھپٹے اور اُسے قتل کر دیا - یہ نوجوان عفراء کے بیٹے تھے (ایک کا نام معوذ اور دوسرے کا نام معاذ)

تشریح: تاریخ میں آتا ہے کہ ابوجہل کے ارد گرد حفاظت پر جو آدمی مامور تھے ان میں اس کا بیٹا عکرمہ بھی تھا - جب ان بچوں نے حملہ کیا تو لڑائی میں ایک کے کندھے پر دشمن کا وار پڑا اور بازو کٹ گیا - لیکن جسم سے الگ نہ ہوا تھا - اب لڑائی میں جو وہ لٹکتا بازو روک بنا تو اس نے پاؤں کے نیچے دے کر وہ بازو توڑ دیئے اور لڑنے لگا -

خدام! یہ تھے تمہارے اسلاف - خدا کے رسول کے دشمن ابوجہل کو واصلِ جہنّم کرنے والے دو نوعمر تھے جو گھر سے یہ عہد کر کے آئے تھے کہ آج ابوجہل میدان سے واپس نہیں جائے گا یا ہم نہ ہوں گے اور پھر وہ کس طرح اپنے شکار پر لپکے ہیں - جیسے چڑیا پر باز جھپٹے اور جنگ میں سب سے خطرناک جگہ پر انہوں نے حملہ کیا جو توحید کا عقیدہ رکھے وہ سوائے خدا کے کسی سے کیوں ڈرے -

---

۳- اَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ عَرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ اَلَا تَشُدُّ فَنَشُدُّ مَعَكَ فَقَالَ اِنِّیْ اِنْ شَدَدْتُ كَذَّبْتُمْ فَقَالُوْا لَمْ نَكُ نَفْعَل فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ اَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَاَخَذُوْا بِلِجَامِهٖ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهٖ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضَرَبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عَرْوَةُ كُنْتُ

اُدْخِلُ اَصَابِعِیْ فِیْ تِلْکَ الضَّرَبَاتِ اَلْعَبُ وَاَنَا صَغِیْرٌ قَالَ عُرْوَۃُ وَ کَانَ مَعَہٗ عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ الزُّبَیْرِ یَوْمَئِذٍ وَھُوَ ابْنُ عَشَرَ سِنِیْنَ فَحَمَلَہٗ عَلٰی فَرْسٍ وَوَ کَّلَ بِہٖ رَجُلاً- (بخاری)

(ترجمہ) عروہؓ کے بیٹے ہشام نے اپنے باپ عروہؓ سے روایت کی کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے جنگِ یرموک کے دن زبیر سے کہا- آپ حملہ کیوں نہیں کرتے- ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں گے حضرت زبیرؓ نے فرمایا اگر مَیں نے حملہ کیا توتم حملہ میں میرا ساتھ نہ دے سکو گے- انہوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے- حضرت زبیرؓ نے حملہ کیا اور دشمنوں کی صفیں چیر کران کے عقب میں پہنچ گئے- لیکن ان کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا- پھر وہ واپس پلٹے تو دشمنوں نے آپ کی سواری کی باگ پکڑ لی اور حضرت زبیر کے کندھے پر دو وار کئے- جہاں زخم لگے ان کے درمیان بدر کے دن زخم آیا تھا- حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ بچپن میں زخموں کے ان گھاؤ میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا- عروہؓ کہتے ہیں اُس دن ابّا کے ساتھ عبداللہ بن زبیر تھے جن کی عمر اس وقت دس سال تھی- اُسے گھوڑے پر سوار کر کے ابّا نے ایک آدمی کے سپرد کر دیا تھا-

تشریح: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کی شادی ان سے ہوئی تھی- یہ بہت شجاع انسان تھے- تمام جسم جنگوں میں چھلنی ہو چکا تھا- (دیکھو بچے کی تربیت کے لئے اسے جنگ میں بھی ساتھ لے گئے ہیں) گھوڑے پر بٹھا کر ایک آدمی کے سپرد کر دیا تاکہ بچے کے اندر شجاعت اور اقدام کے جذبات پیدا ہوں- حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ میں حجاج کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے- بہت عابد و زاہد اور غضب کے شجاع

تھے- زبیر خود حملہ کرتے ہیں- اور دیکھئے صفوں کو چیر کر لشکر کے عقب میں جا نکلتے ہیں- پھر شیرِ نر کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں- اور واپس اپنی کچھار میں آ جاتے ہیں- کس طرح بے دریغ لڑتے ہیں- کیا وہ اپنی جان کی کوئی قیمت سمجھتے تھے، اور یہ خیال بھی کرتے تھے کہ جب وہ اقدام پر آ جائیں تو کوئی انہیں روک سکتا ہے؟

یہی عزم ہونا چاہیئے کہ جب قدم اُٹھ جائے تو سمندروں کے طوفان اور آسمانوں کی بجلیاں بھی پھر ہمیں روک نہ سکیں-

---

۴-اَوْصَی الزُّبَیْرُ اِلٰی ابْنِہٖ عَبْدِاللّٰہِ صَبِیْحَۃَ الْجَمَلِ فَقَالَ مَا مِنِّیْ عُضْوٌ اِلاَّ وَ قَدْجُرِحَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی فَرْجِہٖ-(ترمذی)

(ترجمہ)- حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جنگِ جمل کی صبح کو وصیت کی اور فرمایا کہ میرا کوئی عضو نہیں جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زخمی نہ ہو چکا ہو- حتّٰی کہ شرمگاہ تک پر زخم آیا-

تشریح: اللہ اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانے کیا آگ اور کیا تڑپ صحابہ کے اندر پیدا کر دی تھی- حضرت زبیرؓ کا یہ حال تھا- حضرت انس بن نضرؓ کی لاش پر اُحد کے دن ستر سے اوپر تلواروں نیزوں اور تیروں کے زخم تھے- جسم قیمہ ہو گیا تھا- لاش پہچانی نہ جاتی تھی- بہن نے انگلیوں سے پہچانی تھی کہ یہ میرے بھائی کے پورے ہیں- حضرت طلحہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں ہاتھ شل کروا لیا تھا اور اُحد کے دن سات کمانیں توڑی تھیں- عکرمہؓ اس بے جگری سے لڑتے تھے کہ کسی نے کہا- عکرمہ ذرا سنبھل کر- جواب دیا بتوں کے لئے لڑتے ہوئے کبھی جان کی پرواہ نہ کی- آج مجھے یہ سبق دیتے ہو کہ خدائے برحق کی خاطر جان بچا کر لڑوں- درست فرمایا- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشقِ صادق نے ان پروانوں کے بارے میں ؎

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِیْ حُبِّهِمْ تَحْتَ السُّیُوْفِ اُرِیْقَ کَالْقُرْبَانِ

ان جوانمردوں کا خون محبت کی راہ میں اُن کے اخلاق کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہایا گیا-

انسان کس کس کی بہادری بیان کرے- ایک سے ایک نے بڑھ کر مثال پیش کی- کیا حضرت خبیبؓ نے کم شجاعت دکھائی کہ اشعار پڑھتے ہوئے جان دی یا زید ابنِ دثنہؓ نے کم جرأت کا اظہار کیا کہ شہید ہوتے وقت یہ بھی پسند نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی ونفوس العالمین) کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے- یا سلمہؓ ابن اکوع نے کم جرأت کا مظاہرہ کیا تھا کہ اکیلے نے تیر اندازی کرتے ہوئے بیت المال کی تمام اونٹنیاں دشمنوں سے چھڑوالی تھیں اور ابھی تعاقب سے باز نہ آتے تھے- کیا عبداللہ ابن عتیک نے ہتھیلی پر جان نہ رکھی تھی- کہ خیبر پہنچ کر اکیلے نے ابو رافع یہودی کو اس کے گھر میں قتل کیا تھا- کیا سعدؓ ابن ربیع کی شجاعت کم تھی کہ اُحد کے میدان میں دم توڑتے وقت بھی خدا کے برگزیدہ رسول کا ہی فکر ہے- اور اپنی قوم کو اس امانت کی ہی حفاظت کی تاکید کرتے ہیں-

شجاعت ایمان کا لازمی حصہ ہے- جو کام سپرد ہو جائے- اُسے سرانجام دینا اور اس کی راہ کی ہر مشکل پر قابو پانا مومن کا فرض ہے- ہمارے ذمہ اسلام کا غلبہ ہے- اسلام کا جھنڈا دنیا کی ہر چوٹی پر لہرانا ہے- شجاع زندگی میں ایک بار مرتا ہے- اور بزدل ہر وقت موت کے ڈر کی وجہ سے مرتا ہے- جب دلیری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے- تو مقصد کے حصول سے اُسے کوئی مشکل روک نہیں سکتی- وہ تلواروں کی جھنکار اور گولیوں کی بوچھاڑ اور توپوں کی گھن گرج کی پرواہ نہیں کرتا- اعضاء کٹ کٹ کر گرتے ہیں- لاشوں کے پُشتے لگ جاتے ہیں- خون کی ندیاں بہہ پڑتی ہیں- لیکن اس کی جرأت و اقدام میں فرق نہیں آتا-

پاکستان کی ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اس کی مثالیں آپ نے دیکھی ہوں گی- ہم

نے شجاعت کا سبق اپنے مدنی آقا اور پھر اس کے جاں نثار صحابہؓ سے لینا ہے اور پھر اسلامی تاریخ کے صفحات جانبازوں کے کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔

پس بُزدلی سے خدا کی پناہ مانگو اور دلیری اپنے اندر پیدا کرو کہ ہمارا مطمع نظر ہم سے بہت قربانیوں اور دلیری کا مطالبہ کرتا ہے اور جب تک یہ جذبہ پیدا نہ ہوگا۔ ہم کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''جب کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ اپنے قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لئے جان دے دینا وہ بالکل آسان سمجھنے لگیں۔ اس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی۔'' (الفضل ۲۳/اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۱)

قوم میں مایوسی پیدا کرنے کی ممانعت

وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (الحجر: آیت ۵۷)

اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَکَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَکُهُمْ

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ جب آدمی نے یہ کہا لوگ ہلاک ہوگئے تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

تشریح: نفسیاتی طور پر یہ امر سخت نقصان رساں ہے کہ ہمیشہ تاریک پہلو ہی لوگوں کے سامنے رکھا جائے۔ یہ بات تجربہ میں آچکی ہے کہ ایسا شخص خود بھی انتشار اور بے اطمینانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو بھی یاس اور قنوطیت کا شکار بنا دیتا ہے۔ اور جو قوم یا فرد احساس کمتری کا شکار ہو جائے وہ کبھی میدانِ عمل میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ وہ جیتے ہوئے بھی جنگ ہار دیتے ہیں۔ جنگِ بدر کے موقعہ پر جب کفار کا لشکر صف آراء ہوا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ دعا اور خدائی وعدوں کے یہ بھی فرمایا۔ قَدْ اَلْقَتْ اِلَیْکُمُ الْمَکَّةُ اَفْلَاذَ کَبِدِهَا۔ مکہ نے اپنے جگر گوشے تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔ اس فقرہ سے زیادہ احساسِ کامیابی کون سا فقرہ پیدا کرسکتا تھا۔ اپنی روایات اور برتری کا احساس قوموں کو اونچا لے جاتا ہے اور کمتری کا احساس فرد اور قوم کا سر اُٹھنے نہیں دیتا۔

◈◈◈◈◈

۳۲

حسن اخلاق

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ اِلْحُسْنٰی - (الکہف آیت ۸۹)

اور جو ایمان لائے گا - اور نیک (اور مناسبِ حال) عمل کرے گا - اس کے لئے (خدا کے ہاں اس کے اعمال کے بدلہ میں اچھا انجام (مقدر) ہے -

عَنِ النَّوَاسِ ابْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَ الْاِثْمِ فَقَالَ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلِقِ وَ الْاِثْمُ مَاحَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَ کَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ (مسلم)

(ترجمہ) حضرت نواس ابن سمعانؓ سے روایت ہے - آپ نے کہا میں نے رسولِ خدا (اللہ کی رحمتیں ہوں) سے پوچھا - نیکی اور گناہ کیا ہیں؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا نیکی حسنِ اخلاق ہے - اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینہ میں کھٹکے اور تو نہ چاہے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں -

تشریح: سبحان اللہ! آنحضرتؐ نے نیکی اور بدی کی کیا خوب تعریف فرمادی - اب ہر ایک شخص اپنے ضمیر سے پوچھ سکتا ہے کہ نیکی ہے یا بدی کسی بیرونی طاقت سے پوچھنے کی ضرورت نہیں - اس کی طرف قرآن مجید کی اس آیت میں اشارہ ہے - بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ O وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ O کہ انسان اپنے آپ کو خوب جانتا ہے - خواہ وہ عُذر کرے یعنی اس کا نفس جانتا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں -

۲ - اَکْمَلُ الْاِیْمَانِ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا - (ریاض الصالحین)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے فرمایا - ایمان میں سب سے کامل وہ شخص ہے جو

اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

تشریح: قابل غور امر یہ ہے کہ اس حدیث میں اس شخص کو کامل الایمان بتلایا جس کے اخلاق کامل ہیں۔ گویا ایمان اور اخلاق ایک ہی بات ہے اور اس میں کسے شبہ ہوسکتا ہے کہ ایمان نے اگر ہمارے اخلاق نہیں سنوارے تو وہ ایمان کس کام کا؟ جس طرح وہ علم کسی کام کا نہیں کہ جس سے نورِفراست پیدا نہیں ہوتا بلکہ اسے ایمان کہنا ہی نہیں چاہیے جو اخلاق پیدا نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

علم آں بود کہ نورِ فراست رفیق اوست　　　ایں علم تیرہ را بپشیزے نمے خرم

علم تو وہ ہے کہ فراست کا نور اس کے ساتھ چلتا ہے۔ اس تاریک علم کو تو میں ایک پیسے میں بھی نہیں خریدتا۔

اس طرح وہ ایمان جس نے اخلاق پیدا نہیں کئے کس کام کا؟

◈◈◈◈◈

۳۳

سچائی

وَالَّذِیْنَ لَایَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَامَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا-

(الفرقان آیت ۷۳)

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے ہیں) جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے -اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر (بغیر ان میں شامل ہونے کے) گزر جاتے ہیں-

---

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلٰثًا قُلْنَا- بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ- قَالَ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ- (بخاری)

(ترجمہ) رسولِ خدا (اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں) نے فرمایا- کیا میں تم کو بڑے بڑے گناہ نہ بتا دوں- آپؐ نے یہ تین دفعہ پوچھا- ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپؐ نے ارشاد فرمایا- کہ خدا کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا- آپ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی- اور آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹی بات کہنے سے بچو- اور جھوٹی گواہی دینے سے- پھر اُسے دوہراتے رہے- یہاں تک کہ ہم نے کہا- کہ کاش آپ مزید نہ فرمائیں-

تشریح: کاش مسلم نام آج پھر سچائی کی ضمانت ہو سکے- آج ہر قوم کا کوئی نہ کوئی

کیریکٹر ہے- لیکن ہمارا قومی اخلاق مفقود ہے- سچائی کا انکار فطرت کو جھٹلاتا ہے- ایک واقعہ ہوتا ہے لیکن جھوٹ بولنے والا کہتا ہے نہیں ہوا جتنا گہرا ہم سوچیں اتنی ہی زیادہ سچائی کی اہمیت ہم پر واضح ہوتی ہے- اگر سب انسان سچ بولنا شروع کر دیں اور سچائی اور سچی شہادت دنیا میں جاری ہو جائے تو دنیا میں نہ کوئی کسی کا مال کھائے- نہ ظلم کرے- نہ قتل و غارت اور نہ فساد ہو بلکہ تمام جرائم کا خاتمہ ہو جائے- سب طرف ظلم و ستم اور جنگ وجدل کی بجائے امن و امان اور خوش خلقی کی معطر ہوائیں چلنے لگیں-

---

۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَ اِنَّ الْبِرِّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ یَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا- وَ اِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَکْذِبُ وَ یَتَحَرَّی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا- (متفق علیہ)

(ترجمہ) حضرت عبدا للہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے- انسان سچ بولتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے- یہاں تک کہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے- اور تم جھوٹ سے بچو- حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ برائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم کی طرف راہنمائی کرتی ہے- اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے حضور کذّاب لکھا جاتا ہے-

تشریح: اس حدیث میں سچائی کا انجام خاتمہ بالخیر اور حصولِ جنت بتایا گیا ہے- اور جھوٹ کا انجام بد اور جہنم بتایا گیا ہے-

۳۴

نرمی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ - (ال عمران آیت ۱٦۰)

اور اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے - ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے - اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتّر بتّر ہو جاتے -

---

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ - (متفق علیہ)

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے - کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرم ہے اور تمام امور میں نرمی پسند کرتا ہے -

تشریح: گفتار اور کردار میں نرمی انسان کو کامیاب کرتی ہے - حتیٰ کہ دشمن سے بھی نرمی کرنا فائدہ مند ہے - دشمن دوست بن جاتا ہے آپس میں نرمی کرنا محبت اور پیار کی زیادتی کا موجب ہے - اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مسلمانوں کی تعریف یوں فرمائی ہے رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ان کے باہمی سلوک اور میل جول میں نرمی، محبت اور شفقت کا نمایاں اظہار رہوتا ہے -

◈◈◈◈◈

۳۵

حقیقی مسلمان

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَ لَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ - (البروج آیت ۱۱)

وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب میں مبتلا کیا پھر اپنے فعل سے توبہ بھی نہ کی - انہیں یقیناً جہنم کا عذاب ملے گا - اور اس دنیا میں بھی انہیں دل کو جلا دینے والا عذاب ملے گا -

---

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ - (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ سے اور زبان سے مسلمان محفوظ ہوں -

تشریح: تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث بخاری میں بھی آئی ہے - یہ چھوٹی سی حدیث ہے لیکن اسلامی معاشرہ کا ایک پہلو اس میں دکھا دیا گیا ہے - آنحضرتؐ کے حجۃ الوداع کے رقت انگیز خطبہ میں بھی اسی کا ارشاد ہے - اللہ تعالیٰ اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

◈◈◈◈◈

۳۶

بہتر اسلام

دَعۡوٰىهُمۡ فِيۡهَا سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ (یونس آیت ۱۱)

ان (جنتوں) میں (خدا کے حضور) ان کی پکار (یہ ہوگی) اے اللہ! تو پاک ہے اور ان کی (ایک دوسرے کے لیے) دعا یہ ہوگی - کہ تم پر ہمیشہ کے لیے سلامتی ہو

... اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الۡاِسۡلَامِ خَيۡرٌ قَالَ تُطۡعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقۡرَئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنۡ عَرَفۡتَ وَ مَنۡ لَّمۡ تَعۡرِفۡ (بخاری)

(ترجمہ) - ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا اسلام بہتر ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کھانا کھلائے اور جس کو تو پہچانتا ہے اس کو بھی سلام کہے اور جسے نہیں پہچانتا اس کو بھی سلام کہے -

تشریح: ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ دوسرے مسلمان سے ملے تو السلام علیکم کہے - مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے اس وقت آپ نے سب سے پہلی حدیث جو بیان فرمائی اس کا بھی یہی مفہوم ہے - ایک حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ صحابہؓ سفر کرتے جنگل میں جا رہے ہوتے - قریب قریب دو مختلف راستوں پر ہو جاتے ذرا آگے جا کر ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کہتے اس حدیث کا یہ بھی مطلب ہے کہ ایک مسلمان ہمہ وقت دوسرے کی سلامتی میں کوشاں رہے -

۳۷

بہتر آدمی

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر آیت ۱۱)

اور ایمان کے مطابق عمل اس کو اُٹھاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا (مسلم)

(ترجمہ)۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم میں سے اچھا وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہے۔

تشریح: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخلاق کی تعریف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں یوں فرماتے ہیں:

''غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب، حیا، دیانت، مروّت، غیرت، استقامت، عفّت، زیادت، اعتدال، مواسات یعنی ہمدردی، ایسا ہی شجاعت، سخاوت، عفو، صبر، احسان، صدق، وفا وغیرہ ہیں۔ یہ تمام طبعی حالتیں عقل و تدبّر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ظاہر کی جاویں۔ تو ان سب کا نام اخلاق ہوگا اور تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اس وقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقعہ کے لحاظ سے بالارادہ ان کو استعمال کیا جاوے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ

(۲۴

---

۲ - مَامِنْ شیءٍ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلْقِ - (ترمذی)

(ترجمہ) - کوئی چیز ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ بوجھل نہیں ہے -

تشریح: قیامت کے دن جب اعمال وزن کئے جائیں گے تو اچھے اخلاق کا وزن سب سے زیادہ ہوگا - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قیامت کے دن ہمارے اعمال کا ترازو حُسنِ اخلاق سے بوجھل فرمائے - آمین

◈◈◈◈◈

۳۸

خدمتِ والدین

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا - (النساء آیت ۳۷)

اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان کرو۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا (عنکبوت آیت ۹)

اور ہم نے انسان کو والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اَبُوْکَ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی رسولِ خدا (اللہ تعالیٰ کی ان پر بے حد رحمتیں ہوں) کے پاس آیا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! تمام لوگوں میں سے میری حسنِ رفاقت کا مستحق کون ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تیری ماں۔ اس صحابی نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اس کے بعد کون؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرّر ارشاد فرمایا۔ تیری ماں۔ صحابی نے پھر عرض کی پھر کون؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اُس نے پھر پوچھا۔ پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ۔

تشریح: اس حدیث سے والدین کے حقوق کا علم ہوتا ہے- وہ مبارک ہستی جو نو ماہ تک ہمیں پیٹ میں اُٹھائے پھرتی ہے- جو ہمیں اپنی چھاتیوں کے ذریعہ دودھ پلاتی رہی- ہم بیمار ہوتے تو ساری رات اُسے نیند نہیں آتی - ہماری خاطر ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتی جب ہم جوان ہوتے ہیں اور اس کے قویٰ مضمحل ہونے لگتے ہیں تو کیا وہ اس بات کی مستحق نہیں کہ اب ہم اُسے ہر طرح سے راحت و آرام پہنچانے کی کوشش کریں-

حدیث شریف میں ہے **اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ** کہ جنت ماؤں کے پاؤں تلے ہے- اس کے شق ہونے میں کیا شبہ ہے کہ جنت اس کے اتنا قریب ہو اور پھر وہ اُسے حاصل نہ کرے- اور کتنا سعید وہ انسان ہے جو والدین کی خدمت کر کے جنّت کا وارث بنتا ہے-

◈ ◈ ◈ ◈ ◈

۳۹

مجاہدین کے اہل وعیال

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ (المومن آیت ۲۰)

اللہ آنکھوں کی خیانت تک کو جانتا ہے- اور اسے بھی جسے سینے یا دل میں چھپائے ہوئے ہیں-

عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ-

(نسائی)

(ترجمہ) سلیمان ابن بریدہ اپنے باپ سے راویت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- پیچھے رہنے والوں پر مجاہدین کی بیویوں کی حرمت اس طرح ہے جیسے ان کی اپنی ماؤں کی حُرمت-

تشریح: جس طرح ہماری مائیں قابلِ احترام ہیں اور شریعت کی رُو سے ان کا احترام اور حفاظت ہم پر واجب ہے اسی طرح جو لوگ خدا کی راہ میں گھر سے باہر ہوں ان کی بیویوں کا احترام مسلمان معاشرہ پر لازم ہے- جب ہم اُن گلیوں سے گذریں جہاں مجاہدین، مبلغین کے اہل وعیال رہتے ہیں تو صرف غضِّ بصر کے طور پر نظر ہی نہیں بلکہ احتراماً سر بھی جُھک جانا چاہیئے کہ یہاں قوم کی مائیں رہتی ہیں مجاہدین کی بیویاں اور ان کے بچے قوم کی قیمتی امانت ہے-جس کی صیانت اور احترام ہر ایک مسلمان شہری کا فرض ہے-

۴۰

عیادتِ مریض

وَاِذَامَرِضْتُ فَھُوَیَشْفِیْنِ - (الشعراء آیت۸۱)

اور جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا فرماتا ہے-

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَ عِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَ اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ - (بخاری)

(ترجمہ)-مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں- سلام کا جواب دینا- بیمار کی تیمارداری، جنازہ کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا-

تشریح: اس حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی تکلیف محسوس کرنا اور اس میں شریک ہونا مسلمان پر فرض ہے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات خود صحابہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے- جنازہ میں جانے کا ثواب حدیث میں اتنا بڑا ہے کہ ایک صحابی نے جب دوسرے سے سُنا تو فرمایا پہلے کیوں نہیں بتایا- ہم کتنا ثواب ضائع کر چکے ہیں- یہ شہری حقوق ہیں جن کا ہر ایک مسلمان کو خیال رکھنا چاہئیے-

۲- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَارَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ؟ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِی فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْعُدْتَہٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ (مسلم)

(ترجمہ) - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ عزّوجلّ قیامت کے دن فرمائے گا - اے ابنِ آدم ! مَیں بیمار ہوا - تُو نے میری عیادت نہ کی - بندہ کہے گا - اے پروردگار ! تُو ربّ العالمین ہے - مَیں تیری عیادت کیونکر کرسکتا ہوں - اللہ فرمائے گا - کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا - تو نے اُس کی عیادت نہ کی کیا تو جانتا نہیں کہ اگر تُو اس کی عیادت کرتا تو تُو مجھے وہاں پاتا -

تشریح: خدا کے لئے جب انسان کام کرتا ہے تو اس کا اجر خدا ہی سے پاتا ہے - اور وہ اس کے ہی لئے ہوگا - جب خدا کے لئے کسی کی عیادت کرتا ہے تو وہی راضی ہوگا - اس لئے حدیث کا آخری فقرہ یہ ہے کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پاتا -

دوسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ مخلوقِ خدا سے محبت اور ان کی خدمت ہمارا فرض ہے - حدیث میں آیا ہے -

''اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللہِ''

مخلوق خُدا کی آل اولاد ہے - پس اپنے پروردگار کی عیال سے محبت کرو - خواہ وہ کسی عقیدہ سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا تھا کہ خدام الاحمدیہ کے معنے ہیں احمدیت جس معیار کے خادم پیدا کرنا چاہتی ہے نہ یہ کہ صرف احمدیوں کی خدمت کرنے والے -

◈◈◈◈◈

۴۱

صِلہ رحمی

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ۔ (الرعد آیت ۲۲)

اور جولوگ وہ تعلقات ہمیشہ قائم رکھتے ہیں جن کے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرِّحمَ شِجْنَۃٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰہُ مَنْ وَصَلَکَ وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَکَ قَطَعْتُہٗ۔ (مسلم)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم رحمٰن ہی کا ایک شعبہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے تجھے ملایا (رحم کو) مَیں نے بھی اُسے ملایا اور جس نے تجھے کاٹا۔ مَیں نے بھی اُسے کاٹا۔

تشریح: صلہ رحمی یعنی رحم کے رشتہ داروں سے تعلق اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہے یہ حدیث قدسی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو رحم کے رشتہ داروں کو ملاتا ہے مَیں بھی اُسے اپنے ساتھ ملاتا ہوں اور جو اُن سے قطع تعلق کرتا ہے مَیں نے بھی اس سے اپنا تعلق قطع کیا۔ کتنی معمولی بات سے خدا کے ساتھ ہمارا پیوند ہوسکتا ہے۔ لیکن کتنے تھوڑے ہوں گے جو یہ اصول پیشِ نظر رکھتے ہوں گے۔

---

۲ - اَنَّ جُبَیْرَ ابْنَ مُطْعَمٍ رضی اللہ عنہ اَخْبَرَہٗ اَنَّـہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ لَایَدْخُلُ الجنّۃَ قَاطِعٌ - (مسلم)

(ترجمہ) حضرت جبیرابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے- وہ بتلاتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا- آپؐ فرماتے ہیں- جنّت میں رحم کے تعلقات کوقطع کرنے والا داخل نہ ہوگا-

تشریح: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ قطع رحمی جنت سے محرومی کا باعث ہے- پس کتنا بدبخت ہوگا وہ شخص جواس چھوٹی سی بات کی وجہ سے جنّت جیسی نعمتِ عظمیٰ کوکھودے گا-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ ایک صحابی آئے اورعرض کی یا رسول اللہ! میری ماں مشرکہ ہے- مسلمہ نہیں ہے- کیا مَیں اس سے حُسنِ سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا- ہاں یہ اسلام کی ہی تعلیم ہے کہ تُواس سے حسنِ سلوک کرے-

◈◈◈◈◈

۴۲

خدمتِ خلق

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا - (الدہر آیت ۹)

اور خدا کے بندے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

فَكُّ رَقَبَةٍ (البلد آیت ۱۴)

(چوٹی پر چڑھنا غلام کی) گردن چھڑانا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَ فُكُّوا الْعَانِیَ - (بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا (اللہ کی بے رحمتیں آپ پر ہوں) نے فرمایا - بھوکے کو کھانا کھلاؤ - مریض کی تیمارداری کرو اور قیدیوں کو رہا کرو۔

تشریح: افسوس ہے کہ رفاہِ عام یا خدمتِ خلق کے جذبہ کو بھی مسلمانوں نے بھلا دیا ہے۔ حالانکہ جس قوم کا یومِ آخرت پر ایمان ہو جو یہ جانتی ہو کہ اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ۔ جس کے ہاں ایک حق اللہ کا ہے۔ اور ایک حق بندوں کا - اس کا اس خدمتِ خلق کے جذبہ سے غافل رہنا بہت ہی تعجب انگیز ہے۔ اس حدیث میں کمزوروں، بھوکوں کی مدد، بیماروں کی عیادت اور قیدیوں کی رہائی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مبارک ہے وہ جو خدمتِ خلق ایسی سعادت حاصل کرے۔

◈◈◈◈◈

۴۳

راستوں کی صفائی

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ - (البقرہ آیت ۲۲۳)

اللہ (ظاہری و باطنی) صفائی رکھنے والوں سے یقینا محبت کرتا ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقَ - (مسلم)

(ترجمہ) ایمان کے ستّر سے کچھ اوپر درجے ہیں اُن میں سے سب سے افضل خدا کی توحید اور عبودیت کا اقرار ہے اور سب سے کم درجہ ایمان کا راستہ سے کانٹے اور گندگی کا دُور کرنا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ راستوں کی صفائی کرنا بھی ایمانیات میں سے ہے۔ خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں ایسی چیزیں اس لئے شامل کی گئی ہیں۔ تا قوم یہ سمجھنے لگ جائے کہ یہ چیزیں کوئی دنیوی خلق یا اشغال میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمان کے فرائض میں داخل ہیں۔ اور ایمانیات کا جزو ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کے وہ پہلو جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہیں اور وہ شعار جو مسلمانوں میں مفقود ہیں۔ انہیں دوبارہ زندہ کریں اور قوم میں زندگی کی روح کو ترقی دیں۔

۲- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فِی الطَّرِیْقِ اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْکٍ فَاَخَّرَہٗ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ فَغَفَرَ لَہٗ (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی راستہ

میں چلا جا رہا تھا کہ اس نے کانٹوں والی ٹہنی رستہ میں پڑی دیکھی تو اُس کو ہٹا دیا- اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی فرمائی اور اُسے بخش دیا-

تشریح: سچ یہی ہے کہ کسی کو کیا معلوم کہ وہ محبوب حقیقی اپنے بندہ کے کس فعل سے راضی ہو جائے- اس لئے کسی نیکی کا موقعہ ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے- پتہ نہیں کہ رحمتِ باری کے نزول کا کون سا وقت مقدر ہے- کسی نے کیا خوب کہا ہے ع

رحمتِ باری بہانہ مے جوید- بہانے جوید

رحمتِ خداوندی تو کوئی بہانہ ڈھونڈتی ہے- رحمت کے لئے کوئی بڑی قیمت نہیں مانگتی-

◈◈◈◈◈

۴۴

گھروں کی صفائی

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ - (البقرہ آیت ۱۲۶)

میرا گھر طواف کرنے والوں کے لئے پاک (اور صاف) رکھو۔

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوْا اَرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا الْيَهُوْدَ۔ (ترمذی)

(ترجمہ)۔ اللہ پاک ہے۔ پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ صاف یعنی بے عیب ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ معزز اور شریف ہے۔ سخی ہے۔ سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ پس صفائی رکھو۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے فرمایا صحن صاف رکھو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو۔ (یہود چونکہ کھیتی باڑی کرتے تھے اس لئے اُن کے گھروں میں گوبر اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر رہتے)

تشریح: بعض علاقوں میں زمینداروں کے گھروں میں گوبر کے ڈھیر ہوتے ہیں۔ ایسا کرنا صرف صحت کے خلاف ہی نہیں اب قانونی جُرم بھی ہے اور مسلمانو! رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خلاف ورزی بھی ہے۔ ہمارے گھروں کے کمرے اور صحن صاف ستھرے ہوں۔ ورنہ خدا کی محبت حاصل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ نظافت کا تقاضا ہے۔ کہ گھروں کے صحنوں میں چھوٹی موٹی پھلواڑی بھی ہو۔ روحانی صفائی کے بغیر بھی اور جسمانی صفائی کے بغیر بھی خدا نہیں مل سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے

کرے پاک آپ کو تب اس کو
پاوے

◈◈◈◈◈

۴۵

دیہات سدھار

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ (حج آیت ۳۰)

پھر (چاہیئے کہ وہ) اپنی مَیل دُور کریں-

وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً- (السبا آیت ۱۹)

اور ہم نے ان کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت دی تھی- بہت بستیاں آباد کر دی تھیں جو ایک دوسرے کے سامنے اور قریب (قریب) تھیں-

---

عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَتَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَاَبْعَدَ فِى الْمَذْهَبِ- (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا آپؐ نے حاجت محسوس کی- تو آپؐ راستہ سے دُور تشریف لے گئے-

تشریح: شہروں میں تو عموماً بیت الخلاء ہوتے ہیں لیکن وہ ماں باپ جو بچے کو گھر سے باہر بھیج دیتے ہیں کہ جا بول و براز کر آ - انہیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے - اور ہمارے ان دیہاتی بھائیوں کو بھی جن کے دیہات کے آس پاس ہر طرف پاخانے کے ڈھیر ہوتے ہیں- اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے- کہ ہمارے پیارے آقا تو سفر میں بھی راستوں سے دُور ہٹ کر قضائے حاجت کے لئے جاتے -لیکن وہ مسلمان کیسے ہیں کہ جن

کے گاؤں کا حدود اربعہ ہی گندگی کے ڈھیر ہوں۔

ہمیں آج سے چودہ سو سال پہلے جس طرح توجہ دلائی گئی تھی۔ دیہات سُدھار کی سکیم آج وہیں سے شروع ہو رہی ہے۔ کاش مسلمان اپنے محبوب آقا کے اُسوۂ حسنہ کو لازم پکڑیں۔

◈◈◈◈◈

۴۶

تکلّف

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ - (ص آیت ۸۷)

اور نہ مَیں تکلّف سے بات کرنے کا عادی ہوں-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ - (بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے (اللہ ابن عمرؓ اور عمر دونوں سے راضی ہو) انہوں نے فرمایا کہ ہمیں تکلّف سے منع کیا گیا ہے-

تشریح: اسلام میں سادگی محبوب ہے اور تکلّف سے اجتناب کا حکم ہے- تکلّف آداب اور تمدّن میں ایک قسم کا جھوٹ ہے جس سے مسلمان کو بچنا چاہیئے- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت میں اپنے عمّال کو تکلّف سے سخت منع کیا تھا- تکلّف کے معنے بناوٹ کے ہیں- یعنی جو چیز آپ میں نہیں ہے اُسے آپ اپنے قول یا فعل سے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ آپ میں ہے- پھر تکلّف انسان کو حرج، تکلیف اور رسم و رواج کی پابندی میں جکڑ دیتی ہے اور شریعت کا منشا تو ان زنجیروں کو کاٹنا ہے- ذوقؔ نے یہی مفہوم اس شعر میں ادا کیا ہے ؎

اے ذوقؔ تکلّف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہیں جو تکلّف نہیں کرتے

◈◈◈◈◈

۴۷

ہمدردی وخیر خواہی

لَیۡسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَ لَاعَلَی الۡمَرۡضٰی وَلَاعَلَی الَّذِیۡنَ لَایَجِدُوۡنَ مَایُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ؕ مَا عَلَی الۡمُحۡسِنِیۡنَ مِنۡ سَبِیۡلٍ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ - (التوبہ آیت ۹۱)

(لیکن اے رسول!) جو واقعی کمزور ہیں اور مریض ہیں اور جو لوگ زاد راہ نہیں پاتے ان پر (پیچھے رہ جانے کی وجہ سے) کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ جبکہ وہ دلی طور پر اللہ اوراس کے رسول کے مخلص ہیں (یہ لوگ محسن ہیں) اور محسنوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

عَنۡ جَرِیۡرِ ابۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَایَعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصۡحِ لِکُلِّ مُسۡلِمٍ - (مسلم)

(ترجمہ) حضرت جریر ابن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر۔

تشریح: سارے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اوران کا بھلا چاہنا یہ مسلم معاشرہ کا ایک اہم اصول ہے۔ ایک اور موقعہ پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تعریف ہی یوں فرمائی ہے۔ کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔لیکن مندرجہ بالا حدیث میں اس سے زیادہ تاکید ہے کہ نہ صرف زبان اور ہاتھ ہی سے دوسرے مسلمان کوگزند نہ پہنچے بلکہ دل سے بھی اور عمل سے بھی مسلمان بھائی سے ہمدردی اور بھلائی کا سلوک کیا جائے۔ اگر مسلم سوسائٹی میں یہ رواج پیدا ہوجائے۔ کہ ہر ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیر خواہی کرے تو کیا جنّت کی فضا اس دُنیا میں نہ بس جائے گی۔

۴۸

قرض کی ادائیگی

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ - (المعارج آیت ۳۳)

(اور اسی طرح وہ لوگ بھی عذاب سے محفوظ ہیں) جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں-

اِنَّ خَیَارَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَآءً (بخاری)

(ترجمہ) بے شک تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو ادائیگی کے لحاظ سے اچھا ہے-

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے- ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں- سوائے قرض کے- اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو حقوق العباد کے ادا کرنے میں کتنا صاف اور باقاعدہ ہونا چاہیئے- ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! قرض کے غلبہ اور انسانوں کے قہر سے بچائیو- انسان اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی تو قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے- مگر اس کی بروقت اور احسن طور پر ادائیگی اس کے بہتر انسان ہونے کی علامت ہے-

۲- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ - (بخاری)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے-

تشریح: ایک نادار اور غریب آدمی جس کے پاس رقم نہیں ہے کہ قرض ادا کرے اور

اس کی نیت بھی یہ ہے کہ اس کا قرض جلد ادا ہو جائے اُسے مجبوراً امروز وفردا کا وعدہ کرنا پڑتا ہے کہ تا ادائیگی کی کوئی صورت اللہ تعالیٰ پیدا کر دے۔لیکن ایک صاحبِ حیثیت جو ادائیگی کی طاقت رکھتا ہے ٹال مٹول کرے تو واضح طور پر وہ بدنیّت اور ظالم ہے۔مومن کی شان سے بعید بات ہے کہ وہ طاقت اور استطاعت رکھتے ہوئے قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے اور اپنے ایک بھائی کو بلاوجہ اذیت پہنچائے۔ وعدہ اور حالات کے سازگار ہونے پر قرض کی ادائیگی نہ کرنا اسلام کے نزدیک ظلم ہے۔اور اللہ تعالیٰ ظالموں کا دوست نہیں ہے۔

◈◈◈◈◈

۴۹

امداد بیوگان

اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ- یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (البلد آیت ۱۵-۱۶)
(چوٹی چڑھنا) بھوک کے دن قریبی یتیم کو کھانا کھلانا ہے-

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَ الْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ کَالَّذِیْ یَصُوْمُ النَّهَارَ وَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ- (ترمذی)

(ترجمہ) بیوگان اور مساکین کی خبر گیری کرنے والا ایسا ہی ہے، جیسا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا- اور اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو تہجد پڑھتا ہے-

تشریح: جنگ کے نتیجہ میں جو بیوگان اور یتامٰی قوم میں رہ جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا گویا مجاہدین کی قائم مقامی کرنا ہے-

روزہ دار اور تہجد گزار سے اس لئے تشبیہہ دی کہ ایک حق یہ ادا کرتا ہے اور ایک حق وہ خدا کے لئے ادا کرتا ہے-

شارع علیہ السلام نے بیوگان کی امداد کو کتنی بڑی عبادت قرار دیا ہے- مذہب کے دو ستون ہیں ایک اللہ کا حق اور دوسرا ستون بنی نوع انسان کا حق- ان میں سے کوئی بھی پہلو کمزور ہو تو مذہب کی عمارت قائم نہیں رہتی-

◈◈◈◈◈

۵۰

کفالتِ یتیم

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ - (الضحیٰ آیت ۱۰)

پس (ان احسانوں کے نتیجہ میں) تو بھی یتیموں کو اُبھارنے میں لگا رہ-

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ وَ اَشَارَ بِاِصْبَعَیْہِ یَعْنِی السَّبَابَۃَ وَالْوُسْطٰی - (ترمذی)

(ترجمہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - مَیں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنّت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (دو انگلیوں سے مراد آپ کی شہادت اور ہاتھ کی درمیانی انگلی تھی)

تشریح: یتیم کی کفالت قومی ذمہ داری ہے- قوم کے اندر قربانی کی رُوح قائم و دائم رکھنے کے لئے اور آئندہ نسل کی تربیت کے لئے، خدا کا فضل جذب کرنے کے لئے یتیم کی بہبودی اور خوشحالی پر نظر رکھنا ضروری ہے- اس عمل کے نتیجہ میں اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوگی- ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جو یتیم کے کھانے پینے کا انتظام کرے گا- خدا اسے جنت میں داخل فرمائے گا- کاش ہم یتیم کو مسلمان معاشرے میں اس کی حقیقی عزت دے کر اس دنیا کو بھی جنّت ارضی بنا سکیں-

◈◈◈◈◈

۵۱

ہاتھ سے کام کرنا

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى - (مائدہ آیت ۳)

تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرو-

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ وَ نَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّاعَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ - (بخاری)

(ترجمہ) حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے- کچھ آدمی مٹی کھودتے تھے اور ہم مٹی اپنے کندھوں پر اُٹھاتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- اے خدا! زندگی نہیں ہے مگر آخرت کی ہی زندگی- پس تو بخش اور مغفرت فرما مہاجرین اور انصار کی-

تشریح: سبحان اللہ! کیسا عمدہ ذوق ہے- صحابہ کرامؓ دین کی خاطر محنت و مشقت برداشت کر رہے ہیں- اور کیا عمدہ جذبہ کا اظہار ہو رہا ہے- رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولائے حقیقی سے دُعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ! مہاجرین اور انصار صرف آخرت کی دائمی زندگی کی خاطر محنت و مشقت اٹھا رہے ہیں ورنہ دنیا کی زندگی کو بالکل حقیر جانتے ہیں اس لئے ان کی مغفرت فرما- پس ہمیں بھی اس دنیا کی حقیر زندگی کی خاطر نہیں

بلکہ آخرت کی زندگی کی خاطر جو اصل زندگی ہے محنت و مشقت برداشت کرنے کو عار نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۲۔ عَنْ عِکْرِمَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ثُمَّ اَنْشَأَ یُحَدِّثُنَا حَتّٰی ذَکَرَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ کُنَّا نَحْمِلُ لِبْنَةً وَ عَمَّارُ لِبْنَتَیْنِ فَرَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَیَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْہُ وَ یَقُوْلُ وَیْحَ عَمَّارُ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّةِ یَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ عَمَّارُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ۔ (بخاری)

(ترجمہ) حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے۔ وہ ہمیں حدیث سناتے رہے یہاں تک کہ مسجد نبویؐ کے بنانے کا ذکر آیا تو کہا۔ ہم ایک ایک اینٹ لاتے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے (اینٹ ہمارے زمانے کی یا نانک شاہی نہ ہوتی تھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کو دیکھا تو تو عمارؓ کی مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے۔ ہائے عمار! وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور لوگ عمار کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ عکرمہؓ کہتے ہیں پھر عمارؓ کہتے تھے مَیں فتنوں سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں ایک پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی۔ حضرت معاویہ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں عمارؓ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور معاویہ کے ساتھیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ کو فرمایا تَقْتُلُکَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ کہ تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

سبحان اللہ! کیا مبارک وجود تھے عمارؓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی مٹی اپنے دستِ مبارک سے جھاڑتے تھے۔ کتنے خوش قسمت تھے یہ لوگ۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَہٗ وَ یَخِیْطُ ثَوْبَہٗ وَ یَعْمَلُ فِیْ بَیْتِہٖ کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فِیْ

بَیْتِہٖ وَ قَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَ یَحْلِبُ شَاتَہٗ وَ یَخْدِمُ نَفْسَہٗ- (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا (اللہ کی بیحد رحمتیں آپ پر ہوں) اپنی جوتی خود مرمت فرماتے اور اپنے کپڑے سیتے تھے اور اپنے گھر میں اسی طرح کام کرتے تھے جس طرح تم میں سے کوئی بھی اپنے گھر کام کرتا ہے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا- آپؐ انسانوں میں سے ایک انسان تھے- اپنی بکریوں کا دودھ دوہتے اور آپ اپنی خدمت کرتے (یعنی اپنا کام آپ کرتے تھے)

تشریح: ہمارا عرب کا وہ پیارا محبوب جس کی اطاعت عرب کے سرکشوں نے ایسی کی کہ تاریخِ عرب اور دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی- وہ گھر کے سب کام کرتا ہے- رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا دعویٰ کرنے والوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے-

---

۴- وَعَنْ مِقْدَادِ ابْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَکَلَ اِحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ- (بخاری)

(ترجمہ) حضرت مقداد ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- کسی نے کبھی اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور خدا کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کماتے تھے-

تشریح: احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے کہ خود کما کر کھاؤ اور سوال سے بچو- نکمّا پن مومن کو زیب نہیں دیتا اور نہ ہی مانگنا ہمارے خدا کو پسند ہے- ایک حدیث میں ہے کہ ہاتھ سے کام کرنے والے بندے سے خدا محبت کرتا ہے- ماں باپ کی دولت پر نظر رکھنے والے بھی یاد رکھیں کہ اگر وہ زندہ قوم کے فرد ہیں- اگر انہیں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا پاس ہے تو خود کمائیں-

◈◈◈◈◈

﴿۵۲﴾

ہر انسان معزّز ہے

کَلاَّبَلْ لاتُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ وَلَاتَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ۔

(الفجر آیت ۱۸)

(تم پر عذاب آنے کی وجہ یہ ہے) کہ تم یتیم کی عزّت نہ کرتے تھے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو رغبت دلاتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ اَخوا الْمُسْلِمِ لَایَظْلِمُهٗ وَلَایَخْذُلُهٗ وَلَایَحْقِرُهٗ۔ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیَشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِم کُلّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ۔ (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اُسے رسوا کرے نہ اُسے حقیر جانے۔ پھر آپ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہے۔ (آپ نے تین بار یہ فرمایا) فرمایا آدمی کی یہی بدی بڑی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، مسلمان پر مسلمان کی ہر ایک چیز حرام ہے۔ اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت۔

تشریح: کام کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ فطرت انسانی بہت معزز ہے۔ کسی انسان کو حقارت سے نہ دیکھئے۔ اُسے غلطی پر ذلیل نہ کیجئے۔ ورنہ باہمی محبت میں فرق آئے گا۔

۵۳

پڑوسی کے حقوق

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ-

(النساء آیت ۳۷)

(اسی طرح) رشتہ دار ہمسایوں اور بےتعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں کے ساتھ (حسن سلوک کرو)

سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّ ثُـهٗ- (مسلم)

(ترجمہ) مَیں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ کہتی تھیں، مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا- آپ فرمایا کرتے تھے- جبرائیل ہمیشہ مجھے پڑوسی کے بارہ میں وصیّت کرتا رہا- یہاں تک کہ مَیں نے خیال کیا کہ پڑوسی کو وارث قرار دے دے گا-

تشریح: پڑوسی کے حقوق کے بارے میں احادیث میں بہت تاکید آئی ہے- غور فرمایئے کہ وارث رشتہ دار ہوتے ہیں- لیکن پڑوسی کے حقوق کی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل کی وساطت سے اس قدر تاکید ہوتی ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ شاید ورثہ میں بھی اس کا حصہ رکھ دیا جائے- کتنا سنہری اصول ہے شہریت کا- اگر تمام مسلمان اس پر عمل کریں- تو ہر ایک قریہ میں امن وآسائش پیدا ہو جائے-

۲ -عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرْقَۃً فَاَکْثِرْ مَآئِھَا وَ تَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ -

(ترجمہ) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا - مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اے ابوذر! جب تو سالن پکائے تو اس سالن میں پانی ذرا زیادہ کرلے اور اس طرح اپنے پڑوسی کے حقوق کا لحاظ کر -

تشریح: اس حدیث سے پڑوسی کے حقوق کا خیال رکھنے کی سخت تاکید ثابت ہے اور ایسے اخلاقِ حسنہ کی ترویج قوم کو پستی سے نکال کر بامِ رفعت پر پہنچا دے گی - ہمیں ایسے اخلاقِ حسنہ اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں -

---

۳- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِھَا وَ صِیَامِھَا وَ صَدَقَتِھَا غَیْرَ اَنَّھَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃَ صِیَامِھَا وَ صَدَقَتِھَا وَ صَلَاتِھَا وَ اِنَّھَا تُصَدِّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَ لَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِھَا جِیْرَانَھَا قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ - (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی - اے خدا کے رسول! فلاں عورت کی نماز، روزہ اور نیکیوں کا ذکر ہو رہا ہے - صرف اس میں ایک نقص ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے اذیت پہنچاتی ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا - وہ دوزخی ہے - پھر اس آدمی نے عرض کی کہ فلاں عورت روزے، نماز اور نیکیوں میں کچھ سُست ہے - لیکن لوگوں میں پنیر تقسیم کرتی رہتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کے خلاف زبان نہیں کھولتی - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جنتی ہے -

تشریح: جہاں یہ حدیث پڑوسی کے حقوق سے متعلق روشنی ڈالتی ہے۔ وہاں ایک دوسرا پہلو بھی نمایاں ہے کہ حقوق اللہ ادا کرنے کے باوجود وہ اس لئے جہنم میں گئی اور اس نے اس لئے خدا کی ناراضگی مول لی کہ خدا کے بندے کی حق تلفی کی تھی اور حقوق اللہ میں کچھ کوتاہی کے باوجود وہ جنت میں چلی گئی۔ خدا کی رضا اس نے حاصل کر لی کہ خدا کے بندوں سے متعلق دل میں درد تھا۔ اُن سے شفقت سے پیش آئی ہے۔ ضرورت ہے کہ مذہب کا یہ پہلو بار بار سامنے لایا جائے۔

۴۔ **عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُ ھُمْ لِجَارِہٖ** (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابنِ عمر (اللہ تعالیٰ اُن سے اور حضرت عمر دونوں سے راضی ہو) نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے نزدیک اصحاب میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہے۔

تشریح: بہتر انسان بننے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پڑوسی کے حق میں بہتر بنیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے **لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَایَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ**۔ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ جس کا پڑوسی اس کی ہلاکتوں سے محفوظ نہیں۔ گویا جنّت جانے کا ایک ذریعہ پڑوسی سے حُسنِ سلوک بھی ہے۔

◈◈◈◈◈

۵۴

اکرامِ ضیف

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (بنی اسرائیل آیت ۲۷)

اور قرابت والے (رشتہ دار) کو اور مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دو اور اسراف کسی رنگ میں (بھی) نہ کرو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رِحْمَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔ (بخاری)

(ترجمہ)۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہئیے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

تشریح: اکرامِ ضیف مسلمان کے خُلق میں سے ہے اسے قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ بعض مہذب مُلک اس خلق سے عاری ہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم مہمان کا اکرام کریں۔ وہ قومیں عزّت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں جو مہمانوں کی عزّت کرتی ہیں۔

◈◈◈◈◈

۵۵

ایفائے عہد

وَ اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا - (بنی اسرائیل آیت ۳۵)

اور اپنا عہد پورا کرو- کیونکہ ہر ایک عہد کی نسبت یقینا (ایک نہ ایک دن) جواب طلبی ہوگی-

---

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ - (بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- منافق کی تین علامتیں ہیں- جب بات کرے جھوٹ بولے- جب وعدہ کرے، خلاف ورزی کرے- جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے-

تشریح: احادیث میں جھوٹ کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے اور ایفائے عہد کے متعلق تو قرآن مجید میں بھی آیا ہے- **اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا** - وعدہ پورا کرو قیامت کے دن اس بارہ میں بھی سوال کیا جائے گا- مسلمان کو قول و قرار کا پکّا ہونا چاہیئے اور امانت وہ چیز ہے جو آپ کو ودیعت کی گئی- اس کا صحیح موقعہ پر استعمال امانت کی ادائیگی ہے اور اپنی صلاحیتوں کا غلط استعمال امانت میں خیانت ہے-

---

۲ - یا اَبَا جَنْدلٍ اِصْبِرْ وَ احْتَسِبْ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ جَعَلَ لَکَ فَرَجًا وَّ اِنَّا

لَا نَغْدِرُ بِهِمْ -

(ترجمہ) اے ابوجندل! صبر کر اور اسے ثواب جان - تحقیق اللہ تیرے لئے کشائش اور خلاصی کی راہ پیدا کرنے والا ہے - ہم نے صلح کا عہد کر لیا ہے - ہم اب عہد شکنی نہیں کر سکتے -

تشریح: یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے - یہ شرط لکھی جا چکی تھی - لیکن معاہدہ مکمل ہو کر دستخط نہیں ہوئے تھے - کہ اگر کوئی مسلمان اسلام سے پھر کر مدینہ سے مکہ آنا چاہے تو آ سکتا ہے لیکن اگر کوئی مکّہ سے مسلمان ہو کر مدینہ جانا چاہے تو نہیں جا سکتا - اسی اثناء میں کفار کی طرف سے سہیل نامی شخص جو معاہدہ کر رہا تھا - اس کا لڑکا ابوجندل مسلمان ہو گیا تھا - لیکن انہوں نے اسے بیڑیاں پہنا دی تھیں اور جسم پر مار پیٹ کے نشانات تھے آ پہنچا اور مسلمانوں کو اپنے زخموں کے نشانات دکھائے اور کہا - مسلمانو! اس حالت میں مجھے پھر کفر کے ہاتھوں میں دے دو گے؟ مسلمانوں کی تلواریں نیاموں میں تڑپنے لگیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سہیل ابھی معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی - ہم اُسے واپس نہ کریں گے - سہیل نے کہا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایفائے عہد کا یہ پہلا موقعہ ہے - مسلمانوں کے خون کھول رہے تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) نے فرمایا -

یَا اَبَا جَنْدُلٍ اِصْبِرْ وَ احْتَسِبْ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ جَعَلَ لَکَ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا اِنَّا قَدْ عَقَدْنَا صُلْحًا وَ اِنَّا لَا نَغْدِرُ بِهِمْ -

اے ابوجندل! صبر کر اور اس تکلیف کو ثواب کا موجب سمجھ - اللہ تعالیٰ ضرور تیری کشائش اور خلاصی کے سامان پیدا کرے گا - ہم چونکہ صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں - اب ہم عہد شکنی نہ کریں گے -

ملاحظہ فرمائیے، کتنے نازک موقعہ پر اور جذبات کے پورے اشتعال کے موقعہ پر ایفائے عہد کا نمونہ پیش کیا گیا ہے - کاش مسلمان اس نمونہ کو مشعلِ راہ بنائیں -

◈◈◈◈◈

۵۶

وقت قیمتی ہے

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ (الاعراف آیت ۵۴)

یا (کیا ممکن ہے کہ) ہمیں پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم جو کچھ (برے) عمل کرتے تھے ان کی جگہ دوسرے (نیک) عمل کرنے لگ جائیں۔

کَتَبَ مُعَاوِیَۃُ اِلَی الْمُغِیْرَۃِ ابْنِ شُعْبَۃَ اَنِ اکْتُبْ اِلَیَّ بِشَیْءٍ سَمِعْتَہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَتَبَ اِلَیْہِ الْمُغِیْرَۃُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْھٰی عَنْ قِیْلٍ وَّ قَالٍ وَّ اِضَاعَۃِ الْمَالِ وَ کَثْرَۃِ السُّؤَالِ وَ عَنْ مَنْعٍ وَ ھَاتٍ وَ عُقُوْقِ الْاُمَّھَاتِ وَ عَنْ وَأدِ الْبَنَاتِ۔ (ادب المفرد)

(ترجمہ) معاویہؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ کو لکھا کہ تم نے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس میں سے کچھ لکھو۔ مغیرہؓ نے جواب میں لکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اِدھر اُدھر کی باتوں سے، مال ضائع کرنے سے، زیادہ سوال کرنے اور لے دے کرنے، ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

تشریح: قیل وقال یعنی گپ شپ میں وقت ضائع کرنا ہمارا بڑا محبوب مشغلہ ہے۔ اس عادت کے نتیجہ میں بے کاری، نکمّا پن اور سُستی پیدا ہوتی ہے۔ وقت ضائع کرنا ایک نا قابل تلافی نقصان ہے جو وقت گذر گیا۔ وہ کبھی واپس نہیں آئے گا اور ہم ہیں کہ بیکار

اپنی عمر کے قیمتی اوقات ضائع کر رہے ہیں اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

زندہ افراد اور قومیں اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ کام میں لاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا۔ اس الہام کا تقاضا ہے کہ کوئی احمدی اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دے۔

اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَا یُضَاعُ۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن صفحہ ۶۹)

تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جاوے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔

وقت ضائع کرنے والا کبھی وقت کا پابند نہیں ہوسکتا۔ مَیں نے بعض مشاہیر کے سوانح حیات میں پڑھا ہے کہ وہ اس قدر وقت کے پابند تھے کہ ان کے اُٹھنے کے وقت اور کام کے وقت سے گھڑیاں ٹھیک کی جاسکتی تھیں۔

پس وقت کی قیمت پہچانئیے اور اس کی پابندی کیجئے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے خدام کے پروگرام میں شامل کیا تھا۔

''وقت ضائع کرنے والوں کو منع کرو۔'' (الفضل ۱۱/ مارچ ۱۹۳۹ء)

◈◈◈◈◈

۵۷

پابندیٔ وقت

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا- (النساء آیت ۱۰۴)

نماز مومنوں پر یقیناً ایک موقّت فرض ہے-

اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِاِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ سَأَلْتُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِھَا- (بخاری)

(ترجمہ) ایک آدمی نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کونسا کام سب سے افضل ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا- مَیں نے یہی سوال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا سب سے افضل ہے-

۲- یَا عَلِیُّ! ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا- (ترمذی)

(ترجمہ)- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تین امور میں کبھی تاخیر نہ کرنا- ایک تو نماز کا جب وقت آجائے- اس میں تاخیر نہ کرو- دوسرے جب جنازہ حاضر ہو تو تاخیر نہ کرو- تیسرے بیوہ کا اگر مناسب رشتہ مل جائے تو تاخیر نہ کرو-

تشریح: نماز تو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک تعلق ہے جو مذہب کی روح اور خلاصہ ہے- ایک مسلمان کو جس طرح اپنی زندگی گذارنی چاہیئے- نماز اس کا خلاصہ ہے-

یکسوئی، تنظیم کی پابندی، وقت کی پابندی اور باقاعدگی، پاکیزگی، صفائی، کلام الٰہی کی طرف لوگوں کو بلانا، خدا کے قرب و وصال میں ترقی کرنا، یہ سب باتیں نماز ہی سے مسلمان سیکھتا ہے- اور سارے مسلمانوں کو یہ سبق دینے کے لئے نماز کے اوقات کی پابندی کی اتنی تاکید ہے تو انسانوں کے باہمی معاملات اور دوسرے فرائض کی ادائیگی میں بدرجہ اُولیٰ وقت کی پابندی کی ضرورت ہے- ایک اَور حدیث اس بارہ میں زیادہ وضاحت کرتی ہے- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح مسند میں یہ حدیث لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ولیمہ کی دعوت پر لوگوں کو بلایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھانا تناول فرما کر وہیں بیٹھے دیر تک باتیں کرتے رہے- اس پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی -یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰـہُ وَلٰـکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ (احزاب آیت ۵۴) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بغیر اجازت مت جاؤ اور قبل از وقت بھی نہ جاؤ کہ کھانے پر انہوں نے بلایا ہے- لیکن تم قبل از وقت چلے جاؤ کہ کھانا تمہارے وہاں ہوتے ہی تیار ہوتا رہے گا - تم نے خالی برتنوں کو تو نہیں دیکھنا - اس لئے جس وقت بلایا جائے اسی وقت جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چلے آؤ اور وہاں باتوں میں نہ لگے رہو-

اب دیکھئے- آج سے چودہ سو سال قبل مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ مقررہ وقت سے پہلے بھی نہ جاؤ اور بعد میں بھی بے کار نہ بیٹھے رہو کہ اس سے میزبان کو تکلیف ہوتی ہے- فرمایا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَ اللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ- نبیؐ تو شرم کی وجہ سے تمہیں نہیں کہتے کہ جاؤ لیکن خدا تو حق بات کہنے سے شرم نہیں کرتا- اب دیکھئے قرآنِ پاک نے کس طرح مہذب معاشرہ کے اصول بیان کئے ہیں ایک ان میں سے وقت کی پابندی کا اصل ہے- ہر ایک مسلمان کے لئے نماز پڑھنا ضروری ہے- اس طرح ابتداء سے ہی وقت کی پابندی کی طرف توجہ دلائی ہے-

۵۸

غور و فکر

وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران آیت ۱۹۲)

اور آسمان اور زمین کی پیدائش کے بارہ میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَةِ اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَةِ وَ کَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَ الرِّضٰی وَ الْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَ الْغِنٰی وَ اَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَ اَعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَ اَعْفُوْا عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَ اَنْ یَّکُوْنَ صُمْتِیْ فِکْرًا وَ نُطْقِیْ ذِکْرًا وَ نَظْرِیْ عِبْرَةً وَ اٰمُرَ بِالْعُرْفِ۔ (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا:- اے میرے خدا نے نو باتوں کا حکم دیا ہے- خلوت اور جلوت میں خدا کا خوف، ناراضگی ہو یا رضا مندی انصاف ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے- اور فقر اور تونگری میں میانہ روی- اور جو مجھ سے قطع تعلق کرے اس سے تعلق قائم رکھنا- اور جو مجھے محروم کرے اُسے بھی دوں- اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے بھی معاف کروں اور میری خاموشی غور و فکر ہو- اور بولنا ذکرِ الٰہی ہو- اور میرا دیکھنا عبرت کے حصول کا موجب ہو- اور نیکی کی تلقین کروں-

تشریح: ان میں سے ایک ایک فقرہ کتاب کا عنوان بن سکتا ہے دین اور دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ان میں سے ہر ایک بات لازمی ہے- ہر ایک حالت

میں عدل کرنا خواہ وہ اس سے موڑنے کے لئے محبت اور غضب موجود ہو- اعتدال کسی حالت میں ترک نہ کیا جائے- خاموشی ہو تو غور وفکر کے لئے اور بولیں تو بیہودہ کلام نہ کریں بلکہ مفید- اور نظر اُٹھے تو عبرت حاصل کر کے لوٹیں- اور ہم اپنے سے بدسلوک کرنے والوں سے بھی حسن سلوک کریں- اس صورت میں کیا دشمن بھی دوست نہیں بن جائے گا؟

غوروفکر انسان کو اہل فہم اور مدبر بناتا ہے-علم اور تحقیق کے نئے باب اس سے کھلتے ہیں- انسان اور حیوان میں ممتاز کرنے والی چیز بھی غور وفکر ہوتی ہے- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے کئی بار جماعت کو غور وفکر کی عادت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے- آج دنیا کی یہ ترقی کیا غوروفکر کا ہی نتیجہ نہیں ہے- اور کیا جماعت احمدیہ کی موجودہ ترقی ہمارے امام حضرت خلیفہ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی دن رات سوچ بچار کا نتیجہ نہیں ہے؟

◈◈◈◈◈

۵۹

عیب جوئی

وَلَاتَلْمِزُوْااَنْفُسَکُمْ- (الحجرات آیت ۱۲)

اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَیَّرَ اَخَاہُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَہٗ- (ترمذی)

(ترجمہ) رسول خداؐ نے فرمایا: کہ جو اپنے بھائی کو اس کے کسی عیب یا گناہ کا طعنہ دیگا - وہ اس وقت تک نہیں مرے گا - جب تک وہ خود اس عیب یا گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے -

تشریح: کس قدر خوف کا مقام ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بر وید جَو ز جَو

◈◈◈◈◈

۶۰

غیبت و بہتان

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃ- (الھمزہ آیت ۲)

ہر غیبت کرنے والے اور عیب چینی کرنے والے کے لیے عذاب ہے-

اَنۡ لَّا یُّشۡرِکۡنَ بِاللّٰہِ شَیۡئًا وَّ لَا یَسۡرِقۡنَ وَ لَا یَزۡنِیۡنَ وَ لَا یَقۡتُلۡنَ اَوۡلَادَھُنَّ وَ لَا یَاۡتِیۡنَ بِبُھۡتَانٍ یَّفۡتَرِیۡنَہٗ- (ممتحنہ آیت ۱۳)

وہ اللہ کا شریک کسی کو نہیں قرار دیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ ہی زنا کریں گی اور نہ ہی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی کوئی جھوٹا بہتان کسی پر باندھیں گی-

---

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قِیۡلَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ! مَا الۡغِیۡبَۃُ قَالَ ذِکۡرُکَ اَخَاکَ بِمَایَکۡرَہُ، قَالَ اَرَاَیۡتَ اِنۡ کَانَ فِیۡہِ مَا اَقُوۡلُ، قَالَ اِنۡ کَانَ فِیۡہِ مَاتَقُوۡلُ فَقَدِ اغۡتَبۡتَہٗ وَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ فِیۡہِ مَاتَقُوۡلُ فَقَدۡ بَھَتَّہٗ- (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ سے پوچھا گیا- یا رسول اللہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:- تیرا اپنے بھائی کا ایسے رنگ میں ذکر کرنا جو اُسے برا لگے غیبت کہلاتا ہے- اس صحابی نے عرض کیا- یا رسول اللہ اگر اس شخص میں وہ بات پائی جاتی ہو پھر بھی؟ آپؐ نے فرمایا- اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو وہی غیبت ہے- اور اگر تو ایسی بات کہتا ہے- جو اس میں پائی نہیں جاتی تو وہ بہتان ہے-

تشریح: غیبت اور بہتان کی اس واضح تعریف کے مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم کہیں اس گناہ میں مبتلا تو نہیں-

٦١

بُغض

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق آیت ٦)

اور حاسد کی شرارت سے جب وہ حسد پر تُل جاتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَ لَاتَدَابَرُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَ اَيَّامٍ۔ (ادب المفرد)

(ترجمہ) حضرت انسؓ بن مالک سے راویت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:- باہم بغض اور حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ بھی نہ دکھاؤ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ کسی مسلم کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

تشریح: قومی ترقی کے لیے باہمی محبت ضروری ہے اور اس کا فقدان قومی زوال کا باعث ہے۔ حدیث میں آیا کہ سب سے پہلی خرابی جو اس امت میں پیدا ہوگی۔ وہ الفت کا فقدان ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا کہ اِيَّاكُمْ وَ الْبُغْضَةَ فَاِنَّهَا تَحْلِقُ الدِّيْنَ کہ بغض سے بچو یہ دین کا ستیاناس کرتا ہے ایک منظم جماعت میں بغض وحسد تنظیم پر بھی اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ آنحضرتؐ کا یہ فقرہ ہمیشہ سامنے رہے وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

۶۲

حسد

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (اعراف آیت ۴۴)

اور ہم ان جنتیوں کے سینہ میں سے سب کدورت نکال پھینکیں گے۔

اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد)

(ترجمہ) حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرف کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو۔

تشریح: حسد کا مفہوم یہ ہے کہ فلاں سے یہ چیز چھن جائے اور مجھے مل جائے اور ظاہر ہے کہ یہ ایک بداخلاقی ہے جس سے قرآن مجید نے منع کیا ہے۔ فرمایا: **لَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَابِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ** کہ دوسروں کے مال ومنال کی طرف دیدے پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھو۔ حسد جھگڑے اور نفرت کا موجب بنتا ہے۔ جس سے مومن کو پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث میں آیا ہے **اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِحَقُوْدٍ** مومن کسی سے حسد اور کینہ نہیں رکھتا۔

◈◈◈◈◈

۶۳

توہمات

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان آیت ۱۴)

شرک یقینا بہت بڑا ظلم ہے۔

اِنَّ الرُّقٰی وَ التَّمَائِمَ وَ التِّوَلَةَ شِرْکٌ (مشکوۃ)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے فرمایا:- جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے، دھاگے ٹونے وغیرہ کرنا شرک ہے۔

تشریح: اسی طرح دوسری روایتوں میں آیا ہے۔لَاطِیَرَةَ وَ لَا هَامَةَ- کہ بدگوئی لینا بھی شرک ہے۔ اسی طرح یہ بھی آیا ہے کہ مَنِ اسْتَرْقٰی فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَکُّلِ-جس نے جھاڑ پھونک سے کام لیا۔ اسے خدا پر توکل نہیں

الغرض گنڈے تعویذ دھاگے وغیرہ کرنا کرانا، بدشگونی لینا، ٹونے جھاڑ پھونک یہ سب توہمات اور جہالتیں ہیں۔ اسلام یہ سب باتیں توکّل کے منافی بلکہ شرک قرار دیتا ہے۔ آج اس روشنی کے زمانہ میں آزاد اقوام بسیار تحقیق کے بعد جس نتیجہ پر پہنچی ہیں، اسلام نے بہت پہلے اس کی تلقین اور تاکید فرما دی ہے۔

۶۴

سفارش اور قومی کردار

فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ - (قصص آیت ۱۸)
میں بھی کبھی مجرموں میں سے کسی مجرم کی مدد نہیں کروں گا -

عَنْ عَائشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَاُتِیَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَهٗ فِیْهَا اُسَامَةُ ابْنُ زَیْدٍ فَلَمَّا کَلَّمَهٗ تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ فَقَالَ لَهٗ اُسَامَةُ اِسْتَغْفِرْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمَّا کَانَ الْعَشِیُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ بِمَاهُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّابَعْدُ اِنَّمَا هَلَکَ النَّاسُ قَبْلَکُمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ ثُمَّ قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا - (نسائی)

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کی - اُسے آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا گیا - حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اس عورت کی سفارش کی - جب حضرت اسامہؓ نے حضور سے بات کی - تو آنحضرتؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا - اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس امر کی سزا مقرر فرمائی ہے تو اس کے متعلق

سفارش کرتا ہے؟ حضرت اسامہؓ نے عرض کی - اے اللہ کے رسول میرے لئے اللہ کی بخشش طلب فرمایئے - اور پھر جب شام ہوئی - آنحضرتؐ کھڑے ہوئے - اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی اور فرمایا -تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے- کیونکہ ان میں سے جب کسی معزز آدمی نے چوری کی تو اسے چھوڑ دیا اور جب اُن میں سے کسی کمزور نے چوری کی تو اسے سزا دے دی - پھر آپؐ نے فرمایا، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے- اگر فاطمہ بیٹی محمد کی بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا-

تشریح: دنیا میں وہی قوم ترقی کرتی ہے جس کے قانون میں چھوٹے بڑے سب یکساں ہوں- وہ طاقتور ان کے نزدیک کمزور ہو جو اللہ کا حق یا قوم کا حق ادا نہیں کرتا اور وہ طاقتور ہو جو اللہ اور بندوں کا حق ادا کرتا ہو- قانون کی نظر میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے- جب عدل کا ترازو انسان کے ہاتھ میں ہو تو کوئی جذبہ کسی قسم کا رعب انصاف کی راہ میں اس کے لئے سامنے حائل نہ ہو سکے اور جب عدل اور قانون کا احترام صحیح معنوں میں کسی قوم کے اندر پیدا ہو جائے- اور بڑے چھوٹے کا فرق ان معنوں میں ان کی نظروں سے دُور ہو جائے تو وہی قوم دنیا میں برسر اقتدار آتی ہے-اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ-

۱۵

عدل

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (مائدہ آیت ۴۳)

اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ قِسْمًا اَقْبَلَ رَجُلٌ فَاَکَبَّ عَلَیْہِ فَطَعَنَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعُرْجُوْنٍ کَانَ مَعَہٗ فَجُرِحَ وَجْھُہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَالَ فَاسْتَقِدْ فَقَالَ بَلْ عَفَوْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (ابوداؤد)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید الخدری ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور حضورؐ پر گر گیا۔ حضورؐ نے اُسے کھجور کی ٹہنی سے کچوکہ دیا۔ تو اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آؤ مجھ سے بدلہ لے لو۔ اُس نے کہا۔ یارسول اللہ میں نے معاف کیا۔

تشریح: یہاں غلطی اس صحابی کی نظر آتی ہے۔ لیکن تاج المرسلین کا عدل اور نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ اسی طرح کی ایک اور مثال بھی آپ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ جب آپؐ نے کہا تھا۔ جس کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اس دنیا میں اُس کا بدلہ لے لے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جب مسیح آئے گا تو دنیا کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم سے بھری تھی۔ پس مہدی کی جماعت کا کام دنیا میں عدل کا قیام ہے۔ قومیں برباد ہوتی ہیں عدل ہاتھ سے چھوڑ کر۔

۶۶

قومی امانت

اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ۔۔۔
فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ - (التوبہ آیت ۳۴)

بہت سے احبار اور راہب لوگوں کے مال ناواجب طور پر کھاتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خبر دے۔

لَاتَاْکُلُوْآ اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ - (البقرہ آیت ۱۸۹)

تم اپنے بھائیوں کے مال آپس میں ملکر جھوٹ اور فریب کے ذریعہ سے مت کھاؤ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رِجَالًا یَخُوْضُوْنَ فِیْ مَالَ اللّٰہِ بِغَیْرِ حَقٍّ فَلَھُمُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - (بخاری)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اشخاص جو اللہ تعالیٰ کے مال میں بغیر کسی حق کے دست بُرد کرتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہے۔

تشریح: قومی سٹور میں دست برد کرنے والا قیامت کے دن تو یقیناً عذاب کا مستحق ہوگا۔ لیکن اس کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ خدا نے اسے نفاق اور انتشار کی آگ سے بچایا تھا۔ قومی مال میں خیانت کے بعد وہ قوم کا ہمدرد اور خیرخواہ نہیں رہ سکتا بلکہ ایک دن اس سے کٹ کر ہی رہے گا۔

۶۷

اُمید وبیم

لَاتَیْئَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ (یوسف آیت ۸۸)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت ہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الرَّحْمَۃَ یَوْمَ خَلَقَھَا مِائَۃَ رحْمَۃٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَہٗ تِسْعًا وَ تِسْعِیْنَ رحْمَۃً وَ اَرْسَلَ فِیْ خَلْقِہٖ کُلِّھِمْ رحْمَۃً وَّاحِدَۃً فَلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَۃِ لَمْ یَیْئَسْ مِنَ الْجَنَّۃِ، وَ لَوْیَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یَاْمَنِ النَّارَ - (مُسلم)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول خداؐ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ نے جس دن رحمت پیدا کی۔ تو سو حصے اس کے پیدا کئے۔ ننانوے حصے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھ لئے۔ اور صرف ایک حصہ مخلوق میں بھیجا۔ پس اگر کافر کو علم ہو جائے کہ اللہ کے پاس اتنی رحمت ہے۔ تو کبھی جنت سے مایوس نہ ہو۔ اور اگر مومن جان لے کہ اللہ کے پاس کتنا عذاب ہے تو کبھی بھی سے بے خوف نہ ہو۔

تشریح: حدیث میں آیا ہے کہ ایمان امید وبیم کے درمیان ہے۔ حضرت ابوبکرؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ اگر آسمان سے آواز آوے کہ میں صرف ایک شخص کو بخشوں گا۔ تو میں امید کروں گا۔ کہ شاید میں ہی ہوں اور اگر خدا کہے میں صرف ایک شخص کو ہی عذاب دُوں گا۔ تو میں ڈروں گا کہ شاید کہیں میں ہی نہ ہوں۔

۱۸

مفلس اور سرمایہ دار

فَاَمَّامَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ ۝ فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ۝ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ۝ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ۝ (القارعہ آیت ۷ تا ۱۰)

اس وقت جس کے اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہ بہترین اور پسندیدہ حالت میں ہوگا - اور جس کے اعمال کے پلڑے ہلکے ہوں گے - اس کا ٹھکانہ ہاویہ (جہنم) ہوگا -

---

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ لَّادِرْھَمَ لَہٗ وَلَامَتَاعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُفْلِسُ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَصِیَامٍ وَ زَکٰوۃٍ وَ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ھٰذَا وَ قَذَفَ ھٰذَا اَوْ اَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَ سَفَکَ دَمَ ھٰذَا وَ ضَرَبَ ھٰذَا فَیُقْتَصُّ ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَ ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْتَصَّ مَاعَلَیْہِ مِنَ الْخَطَایَا اُخِذَ مِنْ خَطَایَا ھُمْ فَطُرِحَ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ - (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبولؐ نے فرمایا - تم جانتے ہو - مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا - اے اللہ کے رسول مفلس ہم میں سے وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار نہیں - کوئی سامان نہیں -

نبی کریمؐ نے فرمایا - میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوۃ سبھی کچھ لائے گا - لیکن اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی - کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا - کسی کا خون بہایا ہوگا - اور کسی کو اس نے زدوکوب کیا ہوگا - پس اس کی یہ نیکیاں ان گناہوں کے بدلہ میں لے لی جائیں گی - اور اگر گناہوں کے چکا دینے سے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں - تو اس شخص کے گناہ اُس پر ڈال دیئے جائیں گے اور نتیجۃً وہ شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا -

تشریح: پس اس جہان میں مال دار وہ ہے جس کے پاس نیکی کا سرمایہ ہے - اور مفلس (قلاش وہ ہے جس کے گناہ اس کی نیکی سے زیادہ ہیں - قرآن پاک نے اسی لئے فرمایا:-

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ

لوگو! اس دن کے لئے کوئی زادراہ آگے بھیجو -

نبی کریمؐ ایک دن تہجد کے لئے بیدار ہوئے آپؐ نے فرمایا:- ازواجِ مطہرات کو بھی جگا دو - کیونکہ بہت ہیں جو اس دن کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر آخرت میں ننگے ہوں گے - پس اصل دولت وہی ہے جو اس دن کام آئے گی - اور لباس التقویٰ ہی اصل لباس ہے جو اس دن ننگا نہ ہونے دے گا -

◈◈◈◈◈

۲۹

بھیک مانگنا

لَایَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا - (البقرہ آیت ۲۷۴)

وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر سوال نہیں کرتے -

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهٗ مَايُغْنِيْهِ جَآئَ يَوْمَ الْقِيَامَةَ وَمَسْئَلْتُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ خُمُوْشٌ اَوْ خُدُوْشٌ اَوْ كُدُوْحٌ - (ترمذی)

(ترجمہ) جو ایسی حالت میں لوگوں سے مانگتا ہے کہ اس کے پاس اس کی ضرورت پورا کرنے کے لئے موجود تھا - تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے مانگنے کی وجہ سے اس کا چہرہ زخمی ہوگا -

تشریح: ایک اور حدیث میں آیا ہے - کہ اس کے چہرے کا گوشت غائب ہوگا - اور یہ سزا اُسے اس لئے ملی کہ اس دنیا میں اس نے مانگ کر اپنی آبرو کھوئی - لہٰذا قیامت کو اس کے چہرہ کی آب و تاب نابود ہوگی اللہ تعالیٰ اس بُرے پیشے سے محفوظ رکھے -

۲ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَ التَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى - (موطا)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابنِ عمر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا - اور آپؐ منبر پر تشریف فرما تھے اور صدقہ کا ذکر فرما رہے تھے اور سوال سے بچنے کی تلقین فرما رہے تھے کہ اُوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے -

تشریح: سوال سے بچنے کی اتنی تاکید آئی ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا- جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور گذارہ کرو- لیکن سوال سے پرہیز کرو- حکیم ابن حزام صحابی سے نبی کریمؐ نے عہد لیا تھا- کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرنا اس عہد کے بعد اگر ان کا کوڑا گر جاتا تو وہ کسی کہ یہ بھی نہ کہتے کہ مجھے یہ پکڑا دینا- حضرت ابوبکرؓ اُن کا ان کا حصہ دیتے مگر وہ نہ لیتے -حضرت عمرؓ حصہ دیتے لیکن یہ نہ لیتے - اگر ہمارے ملک اور قوم میں کوئی شخص بھیک مانگتا نظر نہ آئے تو ملک کے وقار میں کتنا اضافہ ہو جائے-

◈◈◈◈◈

۷۰

اچھا ساتھی

وَمَنْ یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا - (النساء آیت ۳۹)

اور جس شخص کا شیطان ساتھی ہو وہ یاد رکھے کہ وہ بہت بُرا ساتھی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ - (ترمذی)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے فرمایا، آدمی اپنے ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ پس ہر ایک شخص کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ وہ کس کا ساتھی بنتا ہے۔

تشریح: غیر شعوری طور پر انسان پر ساتھی کے خیالات و نظریات اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا بُرے ساتھی سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہیے اس لئے کسی نے کہا ہے

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

اور مذہبی امور میں تو اس بات کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ بدعقائد شخص سے موانست و مجالست نہ ہو۔ ورنہ خود تو ڈوبا ہے۔ مبادا آپ کو بھی لے ڈوبے۔

۱۷

آدابِ مجلس

وَاِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْ الَهٗ وَاَنْصِتُوْالَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ-

(الاعراف آیت ۲۰۵)

اور اے لوگو جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو- اور چپ رہا کرو- تا کہ تم پر رحم کیا جائے-

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (المجادلہ آیت ۱۲)

جب تم سے یہ کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھ جاؤ تو کھل کر بیٹھ جایا کرو- اللہ بھی تمہارے کئے کشادگی کے سامان پیدا کرے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو-

---

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَ جَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّ عَلٰى رؤسِنَا الطَّيْرُ - (نسائی)

(ترجمہ) حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ ہم رسولِ خداؐ کے ساتھ باہر گئے- آپ تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے اور ہم اس طرح خاموش تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں-

تشریح: اس میں بے شک آنحضرتؐ کے ادب کا بھی تقاضا نظر آتا ہے لیکن اس سے مجلس کے آداب پر بھی روشنی پڑتی ہے- مجلسی آداب ساری اقوام میں پائے جاتے

ہیں- اور اسلامی ادب یہ ہے کہ ہم مقرر کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش رہیں - حضرت خلیفة المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) "**احمدیت یعنی حقیقی اسلام**" میں فرماتے ہیں- (یہ وہ لیکچر ہے جو ویمبلے کانفرنس لندن کے لئے حضور نے تحریر فرمایا تھا)

''جب کوئی شخص کلام کرنے کے لئے کھڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کی طرف منہ کر کے توجہ سے کلام سنیں اور اس کی بات کو قطع نہ کریں- اور دوران تقریر میں شور نہ کریں خواہ وہ کس قدر ہی طبیعت کے برخلاف کیوں نہ ہو-'' (احمدیت یعنی حقیقی اسلام ۲۰۱،۲۰۲)

تقریر کے دوران ہوٹنگ اسلامی منشا کے خلاف ہے- تقریر سے متاثر ہونا طبعی امر ہے- جذبات کے برمحل استعمال سے اسلام منع نہیں کرتا- لیکن تقریر کے دوران شوروغل اسلامی روایات کے خلاف ہے-

◈◈◈◈◈

۴۷

خود پسندی

وَلَاتَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔
(لقمان آیت ۱۹)

اور زمین میں تکبر سے مت چل۔ اللہ یقینا ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

لَایُؤُمَّ الرَّجُلُ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَایَجْلِس عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ اِلاَّ بِاِذْنِہٖ۔
(ترمذی)

(ترجمہ) آدمی کسی دوسرے کی امارت میں جا کر امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر جا کر اس کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔

تشریح: اس حدیث سے واضح ہے کہ عہدہ اور امارت کی خواہش پسندیدہ نہیں اور بعض اوقات تو یہ خواہش باہمی رسہ کشی پر منتج ہوتی ہے جو قومی وحدت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسی خواہش دینی طور پر بھی سخت نقصان دہ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تلسی داس کا یہ دوہہ کئی جگہ نقل فرمایا ہے۔

اچھا ہوا ہم نیچ بھئے کیا ہر کو سلام
جے گھر ہوتے اونچ کے ملتا نہ بھگوان

عاجزی وانکساری آدمی کی عالی ظرفی، حوصلہ اور عظمت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی ہی پسند ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدام کو 1965ء کے سالانہ جلسہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''جہاں تک خدام الاحمدیہ کا تعلق ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام انہیں ماٹو کے طور پر دیتا ہوں وہ الہام یہ ہے:-

''تیری عاجزانہ راہیں اُسکو پسند آئیں۔''

تذکرہ طبع دوم

(الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۶۶ء)

◈◈◈◈◈

۴۲

اصلاح وارشاد

یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ (مائدہ آیت ۶۸)

اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو کلام بھی تجھ پر اُتارا گیا ہے۔ اُسے لوگوں تک پہنچا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ۔ (حجر۔آیت ۹۵)

سوجس بات کے پہنچانے کا تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ وہ کھول کر لوگوں کو بتادے۔

فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلاً خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ ۔ (بخاری)

(ترجمہ) خدا کی قسم اگر ایک شخص بھی تمہارے ذریعہ ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔

تشریح: عربوں کا محبوب جانور اونٹ تھا لہذا اس کی نسبت سے یہ فرمایا کہ کوشش کرو کہ تمہارے ذریعہ مخلوقِ خدا ہدایت پا جاوے یہ سب سے بہتر جائیداد ہے۔

◈◈◈◈◈

۴۷

خندہ پیشانی

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ۔ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃ۔ (عبس آیت ۳۹-۴۰)
کچھ لوگوں کے چہرے اس دن روشن ہونگے ہنستے ہوئے خوش بخوش۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَ اَمْرُکَ بَالْمَعْرُوْفِ وَ نَھْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَ اِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَۃٌ وَ بَصَرُکَ لِلرَّجُلِ الرَّدِیِّ الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَۃٌ، اِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ لَکَ صَدَقَۃٌ وَ اِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ دَلْوِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ۔ (ترمذی)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے فرمایا: - تیرا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی ایک نیکی ہے اور تیرا نیک بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا بھی ایک نیکی ہے اور راستہ سے بھٹکتے ہوئے کو راستہ دکھانا بھی ایک نیکی ہے۔ اور نابینا شخص کی راہنمائی کرنا بھی ایک نیکی ہے۔ اور راہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹانا بھی نیکی ہے۔ اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ انڈیل دینا بھی تیری ایک نیکی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے نیکی اور حسنِ اخلاق پر مزید روشنی پڑتی ہے کہ یہ تمام افعال نیکیاں ہیں۔ اور مومن سے زیادہ نیک کاموں کے کرنے پر کون حریص ہوسکتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ مسلمانوں کو اُن کے کھوئے ہوا اخلاق پھر عطا فرمائے آمین یا ربّ العالمین

۲- لَاتَحۡقِرَنَّ مِنَ الۡمَعۡرُوۡفِ وَلَوۡ اَنۡ تَلۡقٰی اَخَاکَ بِوَجۡہٍ طَلِیۡقٍ- (مسلم)

(ترجمہ) کوئی نیکی حقیر مت جانو- اگر چہ وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو-

تشریح: نیکی اور بدی سے متعلق یہ حدیث جو نظریہ پیش کرتی ہے- اگر ہم اسے اپنا لیں- تو مسلمان دنیا میں اپنا ایک مقام پیدا کر لیں- افراد معاشرہ سے ملاقات اور بہتر برتاؤ بھی نیکی ہے جسے اختیار کرنا چاہیے-

۳- عَنۡ اَبِیۡ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰہِ حَیۡثُ مَا کُنۡتَ وَ اتَّبِعِ السَّیِّئَۃَ الۡحَسَنَۃَ تَمۡحُھَا وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلۡقٍ حَسَنٍ- (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول خدا نے فرمایا، تو جہاں بھی ہو- خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کر اور نیکی سے برائی مٹا ڈال- اور لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا-

تشریح: لوگوں سے ملتے وقت اچھے اخلاق کا اظہار انسان کی تہذیب اور شرافت کی دلیل ہے- ایک بار جو آپ سے مل جائے پھر وہ آپ کا گرویدہ ہو جائے-

◈◈◈◈◈

۷۵

حیاء شرم

فَجَآئَتْهُ اِحْدٰنهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآئٍ - (القصص آیت ۲۶)

اس کے بعد ان دونوں لڑکیوں سے ایک چلتی ہوئی آئی اور وہ شرما رہی تھی -

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَھُوَ یَعِظُ اَخَاہُ فِی الْحَیَآئِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْہُ فَاِنَّ الْحَیَائَ مِنَ الْاِیْمَانَ - (بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابن عمر (اللہ ان سے اور ان کے والد حضرت عمر سے راضی ہو) سے مروی ہے کہ پیغمبر خداؐ ایک انصاری کے پاس سے گزرے، جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارہ میں نصیحت کر رہا تھا - رسولِ خداؐ نے فرمایا جانے دو، حیاء ایمان کا حصہ ہے -

تشریح: یعنی اگر ایمان ہے تو حیاء بھی ہوگی - مومن باحیاء ہوتا ہے حیاء اس جذبہ کا نام ہے جو آپ کو بری باتوں سے روک دے - آنحضرتؐ سے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیاء تھے - حیاء و شرم شریف انسان کا زیور ہے جاہلیت اور غلط تمدّن دونوں میں بے حیائی پائی جاتی ہے - اسی لئے وہ کسی فعل پر جھینپتے نہیں - حیاء گفتگو میں بھی ہے - چال ڈھال میں بھی ہے - لباس میں بھی ہے - مومن کو ہمیشہ حیاء و شرم کا پاس رکھنا چاہیے -

۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ

النَّاسُ مِنْ كَلامِ النَّبُوَّةِ الْاُوْلٰی اِذَالَمْ تَسْتَحْی فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ - (بخاری -کتاب الادب-باب الحیاء)

(ترجمہ) ہمیں ابن مسعود نے بتلایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:-پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا ان میں سے یہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو پھر جو چاہے تو کر-

تشریح: یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حیاء ہی ہے جو برے افعال سے روک سکتی ہے- اور یہی تمام انبیاء بتاتے چلے آئے-اسی کا ترجمہ ہے: بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن-

◈◈◈◈◈

۷۶

متوازن طبیعت

وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ۔ (لقمان آیت ۲۰)

اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ

اَحْبِبْ حَبِیْبَکَ هَوْنًا مَّا

عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ بغَیْضِکَ یَوْمًا

ماوَ ابْغِضْ بغَیْضِکَ هَوْنًا مَا

عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ حَبِیْبَکَ یَوْمًا مَّا۔ (ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اپنے دوست سے دوستی میں اعتدال مدّنظر رکھیئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارا مبغوض ہو جائے۔ اور اپنے مبغوض سے بغض میں بھی افراط نہ کیجئے۔ شاید وہ کسی دن آپ کا دوست ہو جائے۔

تشریح: (ترجمہ) انتہا پسند آدمی کو اپنے کئے پر پچھتانا پڑتا ہے۔لیکن بعض دفعہ پھر پچھتاوا کوئی فائدہ نہیں دیتا اعتدال بہترین انسانی خلق ہے۔محبت اور بغض دونوں میں اعتدال مدّنظر رکھیئے ورنہ ہلکا ہونا پڑتا ہے۔متوازن طبیعت کا آدمی بہت سی لغزشوں سے بچ جاتا ہے۔

۲۲

محنت

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْ امَا بِاَنْفُسِھِمْ- (رعد آیت ۱۲)

اللہ کبھی بھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی اندرونی حالت نہ بدلے-

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانَ اِلاَّمَا سَعٰیOوَ اَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰیO(سورہ نجم آیت ۴۰-۴۱)

اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے- اور وہ اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لے گا-

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ-

(الانشقاق آیت ۷)

اے انسان تو اپنے رب کی طرف پورا زور لگا کر جانیوالا ہے اور پھر اسے ملنے والا ہے-

کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَنْدَقِ وَھُمْ یَحْفِرُوْنَ وَ نَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰی اَکْتَادِنَا- (بخاری غزوہ احزاب)

(ترجمہ) ہم رسول خدا کے ساتھ جنگ احزاب کے موقعہ پر خندق کھودتے تھے- اور اپنے کندھوں پر مٹی اُٹھا کر دوسری جگہ لے جاتے تھے-

بخاری کے اس باب میں ہے کہ کام کرتے تھے- اور کھانے کے لئے جو اور سڑی ہوئی چربی تھی- جو گلے سے نیچے اُترتی تھی- اور صحابی کہتے ہیں حضورؐ کے چہرہ پر بھی

فاقہ کے آثار نمایاں تھے۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ حضورؐ اتنی لمبی نماز ادا فرماتے تھے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ آپ سے عرض کیا آپ اتنی مشقت اُٹھاتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ میں نے تیرے تمام اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پھر کیا میں اللہ کا شکر ادا نہ کروں۔

قَامَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِاٰیَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ لَیْلَۃً ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر تمام رات ایک آیت ہی تہجد میں پڑھتے رہے اور وہ آیت یہ تھی:

اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (المائدۃ آیت ۱۱۹)

طَلْبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعد الْفَرِیْضَۃَ... اِذَا صَلَّیْتُمُ الْفَجْرَ فَلَاتَنُوْمُوْا عَنْ طَلْبِ اَرْزَاقِکُمْ ۔ (کنز العمال)

فرض نماز کے بعد حلال کمائی کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے جب صبح کی نماز پڑھ لو تو سوؤ نہ۔ بلکہ تلاش کرو۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنی رسی لے لے اور کمر پر ایندھن اُٹھا کر لائے۔ یہ بہتر ہے اس کی نسبت کہ کسی ایسے شخص سے سوال کرے جسے خدا نے دیا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اسے دے یا واپس کر دے۔

(موطاء باب ماجاء فی التعفف)

مامور زمانہ فرماتے ہیں:

''جب تک کسی میں تین صفتیں نہ ہوں وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کے سپرد کوئی کام

کیا جائے اور وہ صفتیں یہ ہیں- دیانت -محنت-علم -'' (ملفوضات جلد نہم صفحہ ۳۵۴)

محنت کے عنوان کے تحت قرآن پاک کی چند آیات اور چند احادیث درج کر دی ہیں-حق یہ ہے کہ کوئی فرد یا کوئی قوم اپنی تقدیر نہیں بدل سکتی - اپنا مطمح نظر حاصل نہیں کرسکتی - جب تک وہ دن رات محنت نہ کرے-عرق ریزی نہ کرے- مجھے خلافت احمدیہ میں دو خلفاء کا زمانہ نصیب ہوا-

سیّدنا حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث - ہر دو نے جماعت کو سخت محنت کی طرف توجہ دلائی -کیا آپ کو مصلح موعود کا وہ مطالبہ بعنوان'' مجھے آپ کی تلاش ہے-'' یاد نہیں؟ میں نے خود بھی مشاہدہ کیا اور حضرت مصلح موعود کے رفقاء کرام سے بھی سنا کہ راتوں کو آپ مسلسل جاگتے - آپ کی بہن نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے ہی قوم سے کہا تھا-

قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
اَن گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

کسی عربی شاعر نے محنت کی طرف ان اشعار میں توجہ دلائی ہے:-

وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا مِنْ غَیْرِ کَدٍّ
اَضَاعَ الْعُمُرَ فِیْ طَلْبِ الْمَحَالِ

جس نے مشقت کے بغیر بلندیاں چھونی چاہیں-اس نے ناممکن بات کے لئے عمر ضائع کر دی-

اگر ترقیات حاصل کرنی ہیں- اگر اسلام کو دنیا میں غالب کرنا ہے اگر خدا کو پانا ہے تو محنت کے بغیر یہ ممکن نہیں-مختلف کاموں کے لیے محنت کی نوعیت مختلف ہوگی لیکن محنت کی افادیت اور اہمیت میں کوئی کلام نہیں خدا کی یہی سنت ہے قرآن میں نے یہی فرمایا- اور اس کے رسولؐ نے اپنے عمل اور قول سے ہم مسلمانوں کو اسی طرف توجہ دلائی -

اے کاش مسلمان خوابِ خرگوش سے بیدار ہو قرآن اور قرآن لانے والے کی آواز پر آمادہ عمل ہو جائے - کہ **لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی**

۷۶

اعلیٰ اخلاق کے حصول کی دعا

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ - (القلم آیت ۵)

یقیناً اے رسول تو عظیم الشان اخلاق کا حامل ہے-

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (احزاب آیت ۲۲)

یقیناً تمہارے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے (جس کی تمہیں پیروی کرنی چاہیئے)

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّآ اَنْتَ وَ اصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَایَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّآ اَنْتَ - (ترمذی)

اے اللہ احسن اخلاق کی طرف میری راہنمائی کیجئے - آپ کے سوا احسن اخلاق کوئی عطا نہیں کرسکتا - اور برے اخلاق سے مجھے بچا لیجئے کہ آپ کے سوا اُن سے کوئی بچا نہیں سکتا - آمین یا ربّ العالمین-

اے اللہ معراج انسانیت، معلم اخلاق حضرت محمد مصطفیٰؐ پر اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں لاتعداد برکتیں نازل فرما-

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا

فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

گنہ گار، امیدوارِ شفاعت

غلام باری سیف

◈◈◈◈◈